روحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچارک

رسالہ "اوم" دہلی

RAM NUMBER APRIL 1964



भगवान राम

Price 56 nP. Editor :-G. N. NANDA

رسالہ اوم دہلی بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۶۴ء ویدک سمت ۱۹۷۲۹۴۹۰۶۵ بکرمی سمت ۲۰۲۱

دھارمک رسالہ "اوم" دہلی



فہرست مضامین — پرچہ ماہ اپریل ۱۹۶۴ء

سالانہ چندہ
بذریعہ منی آرڈر
سات روپے
وی پی منگوانے پر ۵۶ نئے پیسے زائد

قیمت
فی پرچہ
۵۶
نئے پیسے

(غیر ممالک سے دس روپے)

شری گورکھ ناتھ نندہ ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر و پروپرائٹر کے زیر اہتمام سودیشی پرنٹنگ ہاؤس دہلی میں چھپا اور دفتر رسالہ اوم اندرون بازار اجمیری گیٹ دہلی ۶ سے شائع کیا گیا

رام نومی

از قلم شری نوبت رائے جی شوخ

دیارِ ہند میں پھر جلوہ ساماں رام نومی ہے
لئے بھگوان کی جھانکی نمایاں رام نومی ہے

زمینِ ہند ہے عرشِ بریں تابِ تجلّی سے
ضیائے جلوۂ حق سے درخشاں رام نومی ہے

کماں توس قزح ہے ہر شعاعِ مہر ہے ناوک
فلک پر بھی کسی کی ضو کا عنواں رام نومی ہے

کماندارِ ازل کی جلوہ بازی ہے اجودھیا میں
ظہورِ نورِ حق کی صبحِ خنداں رام نومی ہے

بچھی ہیں خاک کے ذروں میں آنکھیں دیوتاؤں کی
نقوشِ پائے رگھبر سے چراغاں رام نومی ہے

زباں پر رام نام آتے ہی ہو جاتا ہے دل روشن
ضیائے معرفت سے کیف ساماں رام نومی ہے

نظر آتا ہے مجھکو ہر طرف کوئی دھنش دھاری
لئے زد میں مرا انبارِ عصیاں رام نومی ہے

مرے پاپوں کی بستی پر وہ اگنی بان برسے ہیں
مرے لب پر ثنا ہے گُل بداماں رام نومی ہے

کسی کے پائے اقدس پر مرے سجدے تڑپتے ہیں
جبینِ عجز پر مصروفِ احساں رام نومی ہے

عبادت سے نہیں کم شوخ مجھکو شاعری میری
تصور کے لئے تصویرِ جاناں رام نومی ہے

نراکار سے ساکار

آتم درشی باوا نگینہ سنگھ جی بیدی آنجہانی کی قلم سے

ہم سام وید کی طلبگار شاکھا तल्वकार शाखा ۔کین اُپنشد میں سُنتے ہیں۔ کہ برہم نے جو آتما ہے دیوتاؤں کو اسُروں پر فتح دی۔ جب اس طرح برہم نے دیوتاؤں کو اُن پر فتح دی۔ تو وہ فتحیاب ہو گئے۔ اور انہوں نے تکبّر (اہنکار) کیا۔ کہ "یہ فتح ہماری ہے۔ کیوں نہ ہم اپنی بڑائی کریں۔ ہم تو بڑائی کے لائق ہیں۔ کون ہے جو ہماری طاقتوں کا مقابلہ کر سکے۔"

جب برہم (پرماتما) نے ان کا تکبّر (اہنکار) دیکھا۔ تو اسے توڑنے کے سنکلپ سے یکش यक्ष کے رُوپ میں وہ مجسّم ہو کر آیا۔ (یعنی وہ نراکار سے ساکار رُوپ ہو کر پرگٹ ہوا) دیوتاؤں نے جن کی بُدھی آہنکار سے ملین ہو چکی تھی اور ساکار برہم کو نہیں مانتے تھے۔ انہوں نے پرماتما کو جو یکش رُوپ میں پرگٹ ہوا تھا۔ نہ پہچانا۔ انہوں نے اپنے پردھان دیوتا یعنی اگنی دیوتا کو کہا کہ اے جات وید जातवेद اس کو جا لو کہ یہ کون یکش ہے۔ اُس نے کہا اچھا تب وُہ اُس کے پاس گیا۔ ابھی اگنی دیوتا نے کچھ نہیں کہا تھا۔ کہ یکش بولا کہ تو کون ہے۔ جو لاد ھڑک یہاں آیا ہے؟ اُس نے کہا کہ میں اگنی دیوتا ہوں۔ اور جات وید میرا نام ہے۔ کیا تو مجھے نہیں جانتا؟ یکش نے کہا۔ کہ تم میں فخر کیا ہے؟ اور کیا طاقت ہے؟ اگنی دیوتا نے جواب دیا۔ کہ اگر میں چاہوں تو پل بھر میں جو کچھ بھی پرتھوی پر ہے جلا کر راکھ کر دوں۔

یکش نے ایک تنکا اُس کے آگے رکھ دیا۔ کہ اس کو جلاؤ۔ اگن دیوتا نے اُس تنکے کو جلانے کے لئے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگایا۔ لیکن تنکے کو نہ جلا سکا۔ اس لئے ڈرا اور اپنے آپ کو بے طاقت جانتا ہوا واپس آیا۔ اور دیوتاؤں کو کہا میں نہیں جان سکا۔ کہ یہ کون یکش ہے۔ میں تو اس کے آگے کمزور بلکہ بے زور ٹھہرا ہوں۔

پھر انہوں نے ہوا کے دیوتا کو کہا۔ کہ اے مات رشوا! تم جاؤ اور پہچانو کہ یہ کون ہے۔ جو یکش کے رُوپ میں ظاہر ہوا ہے۔ اُس نے کہا اچھا۔ تب وہ اُس کے پاس گیا۔ ابھی ہوا کے دیوتا نے کچھ نہیں کہا تھا۔ کہ یکش بولا۔ کہ تو کون ہے جو لاد ھڑک یہاں آیا ہے؟ اُس نے کہا میں ہوا کا دیوتا ہوں۔ اور مات رشوا میرا نام ہے کیا تو مجھے نہیں جانتا؟

یکش نے کہا۔ تم میں کیا فخر ہے اور کیا طاقت ہے بتلاؤ؟۔ وایو دیوتا نے جواب دیا۔ کہ جو کچھ زمین پر ہے۔ اگر میں چاہوں تو دم میں اُڑا دوں۔ یکش نے ایک تنکا آگے رکھا۔ اور کہا اسے اُڑا دو۔ اُس نے جہاں تک زور تھا۔ اُسے اُڑانا چاہا لیکن نہ اُڑا سکا۔ اس لیئے ڈرا اور اپنے آپ کو بے طاقت جانتا ہوا واپس آیا۔ اور اُن سے کہا۔ کہ میں نہیں جان سکتا کہ یہ یکش کون ہے۔ میں تو اس کے آگے کمزور بلکہ بے زور ٹھہرتا ہوں۔

پھر انہوں نے اپنے راجہ اندر کو کہا۔ کہ اے بھگون! تم ہی اسے جانو۔ کہ یہ کون یکش ہے۔ اُس نے کہا اچھا تب وہ اُس کے پاس گیا۔ ابھی وہ نہیں پہنچا تھا۔ کہ وہ یکش انتر دھیان ہو گیا۔ کیوں کہ وہ اُسے اپنا درشن دینا بھی نہیں چاہتا تھا کیوں کہ اسکو اندر (دیوتاؤں کا راجہ) ہونے کا اہنکار تھا۔ اس لئے اس کی زیادہ حقارت کرنے کا خواہاں تھا (پرماتما کو اہنکار کسی بھی قیمت پر منظور نہیں ہے۔) اس لئے پرماتما یکش کی جگہ اب ایک دیوی کی شکل میں پرگٹ ہو گیا۔ اندر نے دیکھا۔ کہ ابھی تو یہاں یکش دکھائی دیتا تھا۔ اب اسی جگہ بڑی طاقتور عورت اُما (پاربتی) دکھائی دیتی ہے۔ جو ہم سب کی ماں ہے۔ یہ کیا تعجب ہے؟۔

تب اندر ذرا آگے بڑھا اور اُس سے پُوچھا۔ کہ اے ماں! یہاں یکش کون تھا۔ اُس نے کہا بیٹا! یہ برہم (پرماتما) تھا۔ جس کے طفیل تم اسروں پر فتحیاب ہوئے۔ اور جس فتح کے سبب تم فخر اور تکبّر کرتے ہو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے اپنی تمہاری طاقتیں اپنی نہیں۔ بلکہ سب اُسی کی دی ہوئی ہیں۔ تمہارا تکبّر (اہنکار) دُور کرنے کے لئے پرماتما نے ہی یہ رُوپ دھارن کیا۔ وہ اپنے بھگتوں کو راہ راست پر لانے کے لئے یا اُن کی رکھشا کرنے کے لئے اس سنسار میں پرگٹ ہوتا رہتا ہے۔ وہ سروشکتیمان ہے۔ اس میں سب قدرتیں موجود ہیں۔ وہ نراکار ہے لیکن اس کا ساکار رُوپ میں پرگٹ ہو جانا ایک کھیل سا ہے۔ اس میں شک کرنے والے نادان ہیں۔ اور اُس کی طاقتوں سے بے خبر ہیں۔ وہ کیا نہیں کر سکتا۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ سب مایا اُس کے ادھین ہے۔ وہ مایا کا سوامی ہے۔ اور بڑا بھاری جادوگر ہے۔ تم دیوتاؤں نے اُس کی طاقت کو نہیں سمجھا۔ اور خواہ مخواہ اپنی طاقت کا اہنکار کیا۔ اب تم نے سمجھ لیا۔ کہ دراصل تمہاری کچھ بھی حقیقت نہیں ہے۔ تم میں جو طاقت ہے۔ وہ سب اُسی کی بخشی ہوئی طاقت ہے۔ وہ سب کی پُشت پناہ سرب شکتیمان سرب ویاپک سب کا آتما سب سے بڑا ہے۔ جسے چاہے فتح دے۔ جسے چاہے شکست دے۔ اُسی کے سب چرتر اور اسی کا سب ولاس ہے۔

دیوتاؤں نے ماتا اُما (پاربتی برہم ودیا) سے پُوچھا۔ کہ ماں! کس طرح اُسے ہم ہمیشہ بھی دیکھیں۔ اور پاویں؟ اُس نے کہا۔ بیٹا! اُس کا پانا بڑا مشکل ہے۔ یہ تو جس طرح بجلی چمکتی ہے۔ اسی طرح چمکتا اور مخفی ہو جاتا ہے۔ جو بادل اور بجلیاں چمکتی ہیں۔ اُن سب میں ہے۔ اور یہی اُن سب میں آیا چمکتا ہے۔ اور وہ ہی تمہارا اہنکار (تکبّر) توڑنے کیلئے آنکھ کی جھپک کی طرح مجسم ہو کر آیا تھا۔ اور چشم زدن میں انتردھیان ہو گیا تھا۔ یہی اس کا ادھی دیو مرتبہ ہے۔ لیکن اس طرح اس کا دیکھنا واقع میں اس کا وصل نہیں۔ وصل کی وجہ دوسری ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جس طرح باہر سب میں ویاپک ہے۔ اسی طرح یہ تمہارے اندر بھی ویاپک ہے۔ جب تم انترمکھ ہو کر اسے اپنا آتم رُوپ مان کر پہچانو گے تو وصل پاؤ گے۔ ورنہ بڑی بھگتیوں اور بڑے پنوں سے اپنے بھگتوں اور معتقدوں کے لئے یہ کبھی کبھی بجلی کی چمک کی طرح یا آنکھ کی جھپک کی طرح مجسّم ہو آتا ہے۔ اور انتردھیان (ادرشیہ) ہو جاتا ہے۔ مگر وصل چاہو تو اپنے اندر منو برتیوں کو دیکھو۔ یہ جو من میں سنکلپ اُٹھتے ہیں۔ اُس میں ساکھشی آتما کا نُور منعکس ہوتا ہے۔ یہی اُس کا ادھیاتم سروپ ہے۔ اسے جو پہچانتا ہے۔ اور اپنا آتما جانتا ہے۔ اُس سے وصل پاتا ہے۔

اُما پاربتی نے پھر فرمایا۔ کہ جو الشور کو اپنا آپ (آتما) سمجھ کر بھجن کرتا ہے۔ کہ "میں برہم ہُوں"۔ وہی اس کو پاتا ہے۔ یہ تکبّر نہیں بلکہ اس کی کبریائی ہے۔ وہ جو تم نے فتح پانے میں فخر کیا تکبّر ہے۔ اور آہم برہم اسمی۔ کا ابھیاس کرنا یہ اُس کی کبریائی ہے۔ اور یہی اس کی سچی اُپاسنا ہے۔ اسی طرح اُما دیوی نے دیوتاؤں کو تکبّر اور کبریائی میں فرق کر دکھایا۔ اور فرمایا۔ کہ اسی کبریائی کا شغل کرو۔ اور اس شغل میں شم۔ دم۔ تپ۔ نیک اعمال اور ویدوں کا پڑھنا۔ یاد کرو۔ تو تمہارے اندر میں ہی فکر اور غور سے (یعنی آتم چنتن کے ابھیاس سے) آتم رُوپ ہو کر دکھائی دے جائے گا۔ اور اُس سے وصل پا جاؤ گے۔ میں اسی طرح اُس سے وصل پائی ہوں۔ اور تم سب (دیوتا) اسی سبب سے میری وبھوتیاں (شانئیں) ہو۔ اور جو ایسا جانتا ہے۔ اپنے پاپ دُور کر کے سورگ لوک میں ابدی رہتا ہے۔ ایسی تعلیم دے کر پاربتی بھی انتردھیان ہو گئی۔

دیوتاؤں نے پاربتی کے فرمانے کے مطابق شم۔ دم۔ تپ اور جپ شروع کر دیا۔ جب جپ اور تپ کر کے سادھن سمپن ہوئے تو ست سنگ کی مجلسیں کر کے اپنے اندر اُسے تلاش کرنے لگے۔ اور یہ قاعدہ ہے۔ "جو ڈھونڈتا ہے وُہ پاتا ہے"۔ پھر انہوں نے اُسے پا لیا۔ اور کبریائی میں داخل ہو گئے۔ جس طرح انہوں نے مجلسوں میں اُسے غور کر کے پایا وہ بھی اب سُنیئے۔

انہوں نے یوُں سوچا۔ کہ کس کی منشا سے چلایا ہوا یہ من سنکلپ وکلپ کرتا ہے؟ اور کس کی مرضی سے یہ پران چلتا ہے۔ اور سانس اندر باہر جاتا ہے؟ اور کس کے حکم سے یہ کلام بات چیت کرتا ہے؟ کون سی شکتی ہے۔ جو آنکھ اور کان میں پرویش کر کے اُن کو دیکھنے اور سُننے کی شکتی دیتی ہے۔

سوچنے سوچتے انہیں یہ الہام ہوا۔ کہ وہ کان کا کان اور من کا بھی من ہے۔ اور کلام کا کلام پران کا بھی پران اور آنکھ کی بھی آنکھ ہے۔ اس طرح جو اُسے جانتا ہے۔ قید بشریت سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اور یہاں سے جاتا امرت ہو جاتا ہے۔ شرتی (وید) فرماتی ہے

جو کلام سے نہیں کہا جا سکتا بلکہ جس سے کلام بولتا ہے تم اُسے برہم جانو۔ یہ برہم نہیں جسکی تم بندگی کرتے ہو
جو من سے نہیں سوچا جاتا بلکہ جس سے من سوچتا ہے۔ اُسے تم برہم جانو۔ یہ برہم نہیں جسکی تم بندگی کرتے ہو
جو آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا۔ بلکہ جس سے آنکھیں دیکھتی ہیں اُسے تم برہم جانو۔ یہ برہم نہیں جسکی تم بندگی کرتے ہو
جو کانوں سے سُنائی نہیں دے سکتا۔ بلکہ کان جس سے سُنتے ہیں۔ اُسے تم برہم جانو۔ یہ برہم نہیں جسکی تم بندگی کرتے ہو
جو ناک سے سونگھا نہیں جاتا۔ بلکہ ناک جس سے سونگھتی ہے۔ اُسے تم برہم جانو۔ یہ برہم نہیں جسکی تم بندگی کرتے ہو

اب ہم التماس کرتے ہیں۔ کہ جو امر شرتی یکتی۔ اور انوبھو سے ثابت ہو۔ وہی ٹھیک ہوتا ہے۔ "اہم برہم اسمی" "میں برہم ہوں" یہ وید (شرتی) کا مہا واکیہ ہے۔ جو کہ داناؤں کے انوبھو میں آچکا ہے۔

اس پر انکار دراصل میں رُوح قدس کا انکار ہے۔ اور وہ جو ایشور (خُدا) کا گناہ کرتا ہے۔ معاف ہوگا۔ مگر وہ جو رُوح قدس یعنی آتما کا گناہ کرتا ہے۔ کبھی معاف نہ ہوگا۔ اور اسی کو آتم ہتیارا یعنی آتما کی حقارت کرنے والا بولتے ہیں۔

وید کا منتر حکم کرتا ہے۔ کہ وہ جو اپنے آتما کی حقارت کرتا ہے۔ کہ "میں پاپی ہوں۔ گناہگار۔ بندہ یا غلام ہوں" اُن آندھ تم (تاریک اندھیرے۔ یعنی لشدھ یونیوں) لوکوں کو مر کر پراپت ہوتا ہے۔ جہاں سے پھر نجات کی اُمید نہیں۔ شرتی کے علاوہ سمرتیوں میں بھی آیا ہے۔ کہ سب گناہوں کا کفارہ (پرائشچت) تو شاستر نے لکھا ہے۔ لیکن آتما کی حقارت کا کفارہ کہیں نہیں لکھا۔ اس لئے ہرگز اپنے آتما کی حقارت نہ کرو۔ یعنی یہ مت کہو۔ کہ میں بندہ ہوں میں گنہگار ہوں۔ میں عاجز ہوں۔ بلکہ ہمیشہ یہی شغل کرو۔ کہ "میں برہم ہوں۔" میں (یہ بھوتک شریر نہیں بلکہ) ست چت آنند سروپ آتما ہوں۔ یہ شریر ناشوان ہے لیکن مجھ آتما کا کبھی ناش نہیں۔

ایسا ابھیاس کرنے سے موت کے وقت بدروت نزدیک نہیں آسکتے۔ بلکہ بھاگ جاتے ہیں۔ اسی اُپاسنا کے سبب دیویان سڑک ملتی ہے۔ اور برہم لوک میں خود برہما جی اُسے برہم ودیا کا اُپدیش کرتے ہیں۔ اور وہ جنم مرن کے چکر سے ہمیشہ کے لئے نجات پا جاتا ہے۔

ہمیشہ ہے حاضر نہ ہرگز چھپا ہے

از قلم مہاتما دھرم داس جی

جدھر دیکھتا ہوں خُدا ہی خُدا ہے ۔۔۔ خُدا سے نہیں چیز کوئی جُدا ہے
جو اوّل اور آخر خُدا ہی خُدا ہے ۔۔۔ تو اب بھی وہی کون اُسکے سوا ہے
ہے آغاز و انجام زیور کا زر میں ۔۔۔ میاں میں نہ ہرگز وہ غیر طلا ہے
وہی آپ ہر ایک صورت میں آیا ۔۔۔ کہیں آب و آتش زمین و ہوا ہے
خُدا میں دوئی کو جو دیتا دخل ہے ۔۔۔ وہی کافر و منکر اہل خطا ہے
کہاں اُسکو دُور اور جُدا ڈھونڈتے ہو ۔۔۔ ہمشہ ہے حاضر نہ ہرگز چھپا ہے
جسے تم سمجھتے ہو دُنیائے غافل ۔۔۔ یہ کُل حق ہی حق نا جُدا نہ مِلا ہے
صفاتی تعین ہٹا دل سے دیکھو ۔۔۔ یہی ایک ذات خُدا جا بجا ہے
یہی چیز ذاتی یہی ہے صفاتی ۔۔۔ صرف اک تعین میں دو ہو رہا ہے
نظر آتی ہیں مختلف صورتیں گو ۔۔۔ مگر روئے معنی سے سب ایکتا ہے
ہر ایک چیز ہستی میں اپنی ہے قائم ۔۔۔ نہیں پیدا ہوتا نہیں کچھ فنا ہے
نہیں ہوتا ہرگز فنا کا فنا بھی ۔۔۔ ہوا اس سے ثابت بقا ہی بقا ہے

دھرم داس سمجھے گا وہ بات میری
دوئی سے کیا جس نے دل کو صفا ہے۔

رام جنم

بھگوان رام ـ وشنو کا اوتار تھے۔ اُن کا جنم نہیں ہوا۔ بلکہ وہ پرگٹ ہوئے۔ مہاراجہ دشرتھ اور کوشلیا نے جو اپنے پہلے جنم میں منو اور شت روپا کے نام سے وکھیات ہیں۔ نے گھور تپ کیا۔ ان کے تپ سے بھگوان پرسن ہوئے اور کہا کہ ور مانگو۔ انہوں نے کہا کہ ہے بھگوان ہمیں اپنے جیسا پتر پردان کرو۔ بھگت وتسل بھگوان نے کہا۔ کہ میں اپنے سمان دوسرا کہاں جاکر تلاش کروں۔ اسلئے خود ہی آکر تمہارا پتر بنوں گا۔ (بھگوان جیسا اور ہو بھی کون سکتا ہے۔) اُسی ور کے مطابق منو اور شت روپا دوسرے جنم میں مہاراجہ دشرتھ اور مہارانی کوشلیا بنے۔ اور بھگوان وشنو ہی رام کے رُوپ میں اُن کے پتر کہلائے۔ وہ اور جیووں کی طرح مایا کے ادھین ہو کر سنسار میں نہیں آئے۔ بلکہ مایا کو اپنے ادھین کر کے چتربھجی رُوپ میں پرگٹ ہوئے۔ مہارانی کوشلیا نے اُن کی اُستتی کی۔ اور پرارتھنا کی۔ کہ اس چتربھجی رُوپ کو چھوڑ کراتی پیاری بال لیلا کریں جس سے مجھے سکھ اور آنند پراپت ہو۔ بھگوان نے انہیں پورب لے جنم کی کتھا کہہ کر سمجھایا۔ کہ آپ کے تپوبل کے کارن میں آپ کے ہاں پتر روپ سے ہوا ہوں۔ اب میں تمہارے کہنے کے موجب بال لیلا کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے بالک رُوپ ہو کر رونا شروع کر دیا۔ جو لوگ بھگتی اور شردھا سے رہت ہیں۔ اُن کو بھگوان کے اوتار دھارن کرنے اور منش لیلا کرنے پر شنکائیں اٹھتی ہیں۔ کہ سرو شکتیمان پربھو کیسے منش ہو سکتے ہیں۔ وہ تو نراکار ہیں۔ اُن کا کوئی آکار نہیں۔ اسلئے اُن کا جنم نہیں ہو سکتا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسے اعتراضات وہ بھلے ہی کرتے رہیں۔ کیونکہ اُن کو ایشور کی سچی بھگتی پراپت نہیں ہے۔ لیکن ایشوری مہما (ایشوری شکتی) کو انوبھو کرنے والے ایشور کے اننیہ بھگت کو یہ شنکا نہیں اُٹھتی۔ وہ تو پرماتما کو سرو بیاپک اور سرو شکتیمان مانتا ہے۔ اور اس کو گیتا میں کہے گئے بھگوان کا فرمان یاد ہے۔ کہ "جب بھی دھرم سے لوگ متنفر ہو جاتے ہیں۔ اور پاپ بڑھتا ہے۔ تب تب میں دھرم کی استھاپنا بھگتوں اور سنتوں کی رکھشا اور دُشٹوں کا سنگھار کرنے کے لئے پرگٹ ہوتا ہوں۔"

بھگوان نے جب کرشن رُوپ میں اوتار لیا۔ تو ماتا دیوکی کو بھی چتربھجی وشنو رُوپ میں پرگٹ ہو کر درشن دیئے۔ اور کہا کہ اُن کو گوکل میں ماتا جسودھا کے ہاں پہنچا دینا۔ چنانچہ وسودیو جی جب اُن کو بالک رُوپ میں سر پر اُٹھا کر چلے۔ تو جیل خانہ کے تمام دروازے خود بخود کھل گئے۔ اور تمام پہرہ دار گہری نیند میں سو گئے۔ جب وسودیو جی نے جسودھا جی کی لڑکی جو کہ مایا تھی۔ اسکو اُٹھا کر واپس آئے تب تک پہرے دار سوئے پڑے تھے۔ جب وہ جیل خانہ کے اندر داخل ہو گئے۔ تب ہی پہرہ دار جاگے اور خود بخود دروازے بند ہو گئے اور قفل لگ گئے۔ اور کسی کو بھی اس معاملہ کی خبر نہ ہو سکی۔ سب نے سمجھا کہ دیوکی کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ یہ بھگوان کا معجزہ تھا۔ اسلئے کہا ہے کہ بھگوان کا جنم دویہ اور الوکک ہوتا ہے جس کو صرف بھگت جن ہی جان سکتے ہیں۔ دوسرے نہیں۔

آفتاب دھرم جب چھپتا ہے گہری غار میں ـ پھیلتی ہیں پاپ کی تاریکیاں سنسار میں
خون ہوتا ہے عدل کا راجسی دربار میں ـ قیمتیں بڑھتی ہیں بدمعاشوں کی ہر بازار میں
عنصری قالب میں آکر مالکِ ہر دو جہاں
دُور کر دیتا ہے پرتھوی پر سے سب بارِ گراں

سنت تُلسی داس جی نے بھگوان رام کے جنم کا جس خوبی سے رام چرت مانس میں ورنن کیا ہے۔ وہ اپنی نظیر آپ ہے وہ تحریر فرماتے ہیں ؎

جوگ لگن گرہ بار تتھی سکل بھئے انوکول
چر اور اچر ہرش جت رام جنم سکھ مول

یوگ لگن گرہ وار اور تتھی سبھی انوکول ہو گئے۔ جڑ اور چیتن سب ہرش سے بھر گئے۔ کیونکہ رام کا جنم سکھ کا مول ہے

نومی تتھی مدھو ماس پنیتا   سُکل پکش ابھی جت ہری پریتا
مدھیہ دوس اتی سیت نہ گھاما   پاون کال لوک وشراما

پوتر چیت کا مہینہ تھا۔ نومی تتھی تھی۔ شکل پکش اور بھگوان کا پیارا ابھی جت سُندر مہورت تھا۔ دوپہر کا سمے تھا۔ نہ بہت سردی تھی۔ نہ گرمی تھی۔ وہ پوتر سمے سب لوکوں کو شانتی دینے والا تھا۔

سیتل مند سُربھی بہہ باؤ   ہرشت سُر سنتن من چاؤ
بن کسمت گری گن منی آرا   سروہیں سکل سرتیا امرت دھارا

شیتل مند اور سگندھ پون چل رہا تھا۔ دیوتا پرسن تھے۔ اور سنتوں کے من میں بڑا چاؤ تھا۔ بن پھولے ہوئے تھے۔ پربتوں کے سموہ منیوں سے جگمگا رہے تھے اور ساری ندیاں امرت کی دھارا بہا رہی تھیں۔

سو اوسر برنچی جب جانا   چلے سکل سُر ساجی بمانا
گگن بمل سنکل سُر جوتھا   گاوہیں گن گندھرب برُوتھا

جب برہما جی نے بھگوان کے پرگٹ ہونے کا سمے جانا۔ تب اُن کے ساتھ سب دیوتا بمان سجا سجا کر چلے۔ نرمل آکاش دیوتاؤں کے سموہوں سے بھر گیا۔ گندھرووں کے دل گنوں کا گان کرنے لگے۔

برشہیں سمن سوانجلی ساجی   گہہ گہی گگن دُندبھی باجی
اُستتی کرہیں ناگ منی دیوا   بہو بدھی لاوہیں نج نج سیوا

اور سُندر انجلیوں میں سجا سجا کر پُشپ برسانے لگے آکاش میں گھما گھم نگاڑے بجنے لگے۔ ناگ منی اور دیوتا استتی کرنے لگے۔ اور بہت پرکار سے اپنی اپنی سیوا (اُپہار) بھینٹ کرنے لگے۔

سُر سموہ بنتی کری پہنچے نج نج دھام
جگنواس پربھو پرگٹے اکھل لوک وشرام

دیوتاؤں کے سموہ بنتی کر کے اپنے اپنے لوک میں جا پہنچے۔ سمست (سب) لوگوں کو شانتی دینے والے جگد آدھار پربھو پرگٹ ہوئے۔

چھند۔ بھئے پرگٹ کرپالا دین دیالا کوشلیا ہتکاری
ہرشت مہتاری منی من ہاری ادبھت رُوپ بچاری
لوچن ابھی راما تنو گھنسیاما نج آیودھ بھج چاری
بھوشن بن مالا نین بسالا سوبھا سندھو کھراری

دینوں پر دیا کرنے والے کوشلیا جی کے ہتکاری کرپالو پربھو پرگٹ ہوئے۔ منیوں کے من کو ہرنے والے اُن کے ادبھت رُوپ کا وچار کر کے ماتا ہرش سے بھر گئی۔ نیتروں کو آنند دینے والا میگھ کے سمان شریر تھا۔ چاروں بھجاؤں میں اپنے خاص آیدھ (گدا پدم سنکھ اور چکر) دھارن کئے ہوئے تھے۔ دِویہ آبھوشن اور بن مالا پہنے تھے۔ بڑے بڑے نیتر تھے۔ اس

پرکار شوبھا کے سمندر اور کھر راکھشس کو مارنے والے بھگوان پرگٹ ہوئے۔

کہہ دوئی کر جوری اُستتی توری کہی بدھی کروں اننتا
مایا گُن گیاناتیت امانا بید پُران بھنتا
کرُونا سُکھ ساگر سب گُن آگر جہی گاوہیں شرُتی سنتا
سو ممہ ہت لاگی جن انوراگی بھیو پرگٹ شری کنتا

دونو ہاتھ جوڑ کر ماتا کہنے لگی۔ ہے اننت! میں کس پرکار تمہاری اُستتی کروں۔ وید اور پُران تم کو مایا گُن اور گیان سے پرے اور پریمان رہت بتلاتے ہیں۔ شرتیاں اور سنت جن دیا اور سُکھ کا سمندر سب گنوں کا دھام کہہ کر گان کرتے ہیں۔ وہی بھگتوں پر پریم کرنے والے لکشمی پتی بھگوان میرے کلیان کے لئے پرگٹ ہوئے ہیں۔

برہمانڈ نکایا نرمت مایا روم روم پرتی وید کہے
ممہ اُر سو باسی یہ اُپہاسی سنت دھیر متی تھر نہ رہے
اُپجا جب گیانا پربھو مُسکانا چرت بہت بدھی کین چہے
کہی کتھا سوہائی ماتو بجھائی جہی پرکار سُت پریم لہے

وید کہتے ہیں۔ کہ تمہارے ہر ایک روم میں مایا کے رچے ہوئے انیکوں برہمانڈوں کے سموہ بھرے ہیں۔ "وہ تم میرے گربھ میں رہے۔" اس ہنسی کی بات کے سننے پر دھیر (وویکی) پُرشوں کی بُدھی بھی وچلت ہو جاتی ہے۔ (یعنی وہ بھی بھرم میں پڑ جاتے ہیں) جب ماتا کو گیان اُتپن ہوا تب پربھو مُسکائے۔ وہ بہت پرکار کے چرتر کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے پُورب جنم کی سُندر کتھا کہہ کر ماتا کو سمجھایا جس سے انہیں پُتر کا پریم پراپت ہو (یعنی بھگوان کے پرتی پُتر بھاؤ ہو جائے)

ماتا پنی بولی سو متی ڈولی تجہو تات یہ رُوپا
کیجے سسُو لیلا اتی پریہ سیلا یہ سُکھ پرم انوپا
سُنی بچن سُجانا رودن ٹھانا ہوئی بالک سُر بھوپا
یہ چرت جے گاوہیں ہری پد پاویں تے نہ پریں بھو کوپا

ماتا کی وہ گیان بُدھی بدل گئی۔ تب وہ پھر بولی۔ ہے تات! یہ رُوپ چھوڑ کر اتینت پریہ بال لیلا کرو۔ میرے لئے یہ سُکھ پرم انوپم ہوگا۔ ماتا کا یہ بچن سُن کر دیوتاؤں کے سوامی سُجان بھگوان نے بالک رُوپ ہو کر رونا شروع کر دیا۔ تلسی داس جی کہتے ہیں۔ جو اس چرتر کا شردھا اور پریم کے ساتھ گان کرتے ہیں۔ وہ شری ہری کو پراپت ہوتے ہیں۔ اور پھر سنسار رُوپی کنوئیں میں نہیں گرتے۔

دوہا۔ بپر دھینو سُر سنت ہت لینے منُج اوتار
نج اچھا نرمت تنو مایا گُن گو پار

براہمن گئو۔ دیوتا۔ اور سنتوں کے لئے بھگوان نے منش کا اوتار لیا۔ وہ اگیان مئی ملنا مایا اور اس کے گُن (ست۔ رج۔ تم) اور باہری تتھا بھیتری اندریوں سے پرے ہیں۔ اُن کا دِوّیہ شریر اپنی اچھا ہی سے بنا ہے (کسی کرم بندھن سے پروش ہو کر ترگناتمک بھوتک پدارتھوں کے دوارا نہیں)

ایڈیٹر

رام بھجن

از قلم شری نوبت رائے جی شوخ

رام بھجن مکھ بھنجن ہے رام بھجے سکھ ہوت ؛ ہر ہر سانس جگائیے رام نام کی جوت
رام ہی اپنا آپ ہے چھوڑ پرائی آس ؛ رام جھروکہ رام کا یا گھٹ رام نواس
ایسا سمرن سادھئے نام جپے ہر سانس ؛ پھر پنجرے ڈالیں نہیں ہاڈ چام اور ماس
بڑبھاگی وہ جیو ہے جا کو نام آدھار ؛ سمر سمر من رین دوس رام ہی بارمبار
سمرن ہی چت میں رہے جب لگ تن میں سانس ؛ نام سدرشن رام کا کاٹے جم کی پھانس
جو نت سمرے رام کو نر بڑبھاگی سوئے ؛ نام اجالا رام کا گھٹ میں درشن ہوئے
مانش تن بھی پائے کے جو سمرے نا رام ؛ ایسے موہت جیو کے برتھا سارے کام

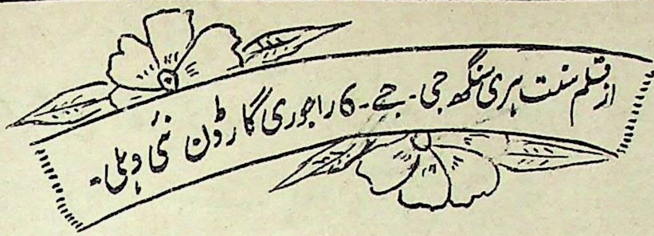
شولی کا کانٹا کریں کانٹے کو بھی پھول
شوخ تو ایسے رام کو ایک گھڑی مت بھول

کتاب پرانا یام اور آسن پر اخبار پرتاپ کی رائے

روزانہ پرتاپ اپنی اشاعت مورخہ یکم مارچ ۱۹۶۴ء میں لکھتا ہے۔ کہ پرانا یام اور آسن سوامی بھولا ناتھ سر نا کپورتھلہ کی تازہ ترین تصنیف ہے اس میں سوامی جی نے انسانی صحت اور تندرستی و توانائی کو برقرار رکھنے اور جسم کو طرح طرح کی بیماریوں اور الائشوں سے بچانے نیز راہ معرفت پر گامزن ہونے والوں کی رہنمائی کے لئے یوگ کے آسنوں اور پرانا یام کے اصولوں اور مرحلوں کا نہایت تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اور یہ بھی بتایا ہے کہ کونسا آسن کن بیماریوں کو شفا دے سکتا ہے۔ آج جبکہ ہمارے دیش میں ہر طریق علاج مہنگا ہوتا جا رہا ہے۔ اور دواؤں میں ملاوٹ روز بروز بڑھتی جا رہی ہے جس اپنی صحت برقرار رکھنے کے واسطے قدرت سے رجوع کرنا ہوگا۔ اور یوگ کے آسن قدرتی علاج کا بہترین طریقہ ہیں۔ اس سلسلہ میں سوامی جی کی یہ تصنیف لوگوں کی بیحد رہنمائی کر سکتی ہے اور ان کیلئے گھر کے ڈاکٹر کی حیثیت رکھتی ہے، چونکہ سوامی جی اپنی زندگی میں یوگ کے مختلف مراحل کامیابی سے طے کر چکے ہیں۔ اسلئے انہوں نے عملی تجربات سے حاصل ہونیوالی قیمتی معلومات کو عوام کے فائدہ کیلئے قلمبند کر دیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ یوگ سے کس مقام پر کس قسم کی ذہنی کیفیت سے دو چار ہونا پڑتا ہے، اور اس کا رد عمل کیا ہوتا ہے۔ اور کہ اس قسم کی حالت میں بہت سے لوگ مایوس ہو کر اس سے دست بردار ہو جاتے ہیں۔ جبکہ انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ مختلف آسنوں کے طریقوں اور تفاصیل کے علاوہ کتاب میں تصاویر بھی دی گئی ہیں جن سے اسکی افادیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ سوامی جی نے زبان بڑی عام فہم استعمال کی ہے جسکی بدولت معمولی پڑھے لکھے افراد بھی بخوبی مستفید ہو سکتے ہیں۔ سوامی جی کی یہ تصنیف اپنی پہلی تین تصانیف موت اور زندگی تین حصص کی طرح عوام کیلئے بڑی اہمیت رکھتی ہے اور ذہنی سکون اور متلاشیان حق کیلئے تو اس کا مطالعہ ناگزیر ہے ۱۶۰ صفحات ہیں قیمت دو روپے۔

ملنے کا پتہ :- بابو پرشوتم لال اگروال دانہ منڈی کپورتھلہ۔ (پنجاب)

پریتم رام



دھارنا:-

رام سیوں کر پریت رے من -

"رے من رام سیوں کر پریت"

شرون گوبند گن سنو اور گاؤ رسنا گیت - کر سادھ سنگت سمر مادھو ہوو پتت پنیت

کال ویال جیوں پرلو ڈولے مکھ پسارے میت - آج کال پھن تو ہے گرس ہے سمجھ راکھو چیت

کہے نانک رام بھج لے جات اوسر بیت

(سورٹھ محلہ ناواں)

"پریتم جان لیو من ماہیں" اس گورو بانی کے انوسار "پریتم رام" من کے اندر ہے باہر نہیں۔ یا پھر وہاں ہی دوسری جگہ اسی بات کو نشیدھ مکھ سے درڑھ کرتے ہوئے کہا گیا۔ "باہر ڈھونڈے سو بھرم بھلائیں" اس لئے اس پریتم کی کھوج من کے اندر ہی کرنی چاہیئے۔ اسی طرح اُوپر والے شبد میں بھی اسی بات کو سمکھش میں رکھ کر ناویں گورو تیغ بہادر صاحب اپنے من کو ہی اپدیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ "رے من رام سیوں کر پریت" کہ اے میرے من پریتم رام کے ساتھ ہی تو پریم کر۔ چونکہ "वहवो ऽस्मिन पुरुषे कामा:" اس شرتی کے انوسار اس پرش میں اننت کامنائیں بھری رہتی ہیں جن سے جلدی خلاصی پانی سُگم نہیں۔ گورو جی اپنے من کو ہی لکھش کر کے تمام پرجا کو اپدیش کرتے ہیں۔ کہ اے پرجا۔ تو رام سے ہی پیار کر۔ لیکن اتنے ماتر اپدیش سے وہ من جس کے اندر انادی کال سے وشے واسنائیں بھری پڑی ہیں۔ کب یکدم وشیوں سے ہٹ کر پریتم رام سے پریت کر سکتا ہے اس لئے گورو جی انکی وپریت پرورتی کو ہٹانے کے لئے اور اسے رام پریم میں جوڑنے کیلئے کئی ایک سادھنوں کو اسی شبد میں سنکیت کرتے ہیں۔ چونکہ جب تک اُن سادھنوں کا انوشٹھان نہ کیا جاوے محض سُن لینے پر کہ رام سے پریت کرنی چاہیئے۔ کوئی رام پریم نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اناتم پریتی کا تیاگ ہی کرتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اُن سادھنوں کو بھی کچھ مدت کیلئے کیا جاوے۔ اب اُن سادھنوں کو بھی سنیئے۔ چنانچہ وہ یہ ہیں۔

(۱) ایشور گن شرون (۲) ایشور گن گائن (۳) ایشور سمرن (۴) سادھو سنگتی - اور (۵) مرتیو کی یاد - اب اسے وستار کے ساتھ سنیئے۔ (۲-۱) سب سے پہلے گورو جی نے پریتم رام میں شدھ پریم اُتپن کرنے کے لئے ایشور کے گنوں کا شرون اور گائن ہی مکھ سادھن بتلایا ہے۔ ویسے تو کتھن اور گائن ہی پردھان مانے جاتے ہیں۔ لیکن اگر کسی وجہ سے وہ نہ بن سکے۔ تو پھر شرون تو علیٰ ضروری ہے۔ بلکہ جان لو کہ شرون اور کتھن سے بھی کیرتن کے روپ میں گائن اور بھی اعلیٰ ہے۔ کیونکہ کیرتن سے جو چت کی ایکاگرتا پراپت ہوتی ہے۔ وہ شرون اور کتھن سے نہیں ملتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کیرتن کو بھگتی سمپردائے والوں کے ہاں ایک خاص ستھان ہے۔ "کیرتن نرمولک ہیرا" یوں کیرتن کی تعریف بھی گورو بانی میں ہوتی ہے۔ اور نہ صرف اسکی استتی ہی کی گئی ہے۔ بلکہ سویم گورو نانک آدی گوروؤں نے اس کا شغل بھی اپنے اپنے جیون میں کیا ہے۔ اس طرح میراں بائی، سُور داس۔ تکارام۔ گورنگ مہاپربھو آدی کی بھی مثالیں ملتی ہیں۔ جنہوں نے کیرتن بھگتی میں خاص دلچسپی لی ہے۔ اور اس کے پھل میں ایک الوکک ایکاگرتا اور شانتی

بھی پاتی ہے۔ کیرتن کے رُوپ میں جو قلب کی یکسوئی ہوتی ہے۔ وہ موکھک جپ اور مالا آدی دوارا نہیں ملتی۔ پاٹھ اور جپ کیرتن کے مقابلے میں ہلکے سادھن مانے جاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ سکام انوشٹھان میں جپ اور پاٹھ زیادہ اپیوگی ہوتے ہیں۔ تو بھی نشکام ایشور بھگتی میں ہری سنکیرتن کو اور اور سادھنوں کی اپیکھشا پردھانتا ہے۔

(۳) پھر تیسرا سادھن پریتم رام کے پریم میں گورو جی نے ایشور سمرن بتلایا ہے۔ جہاں کانوں سے ایشور کے گنوں کو سُننا بانی سے گائن کرنا بتلایا تھا وہاں چت سے سمرن کرنا پریتم رام میں شدھ پریم اُتپن کرنے کا اعلیٰ دوار ہے۔ باقی جان لو کہ جب تک شروَن اور گائن مکمل نہ ہوں چت سے سمرن نہیں کیا جا سکتا۔ چت چونکہ اپنی سبھاؤ پرتی سے چنچل اور بلوان ہے۔ اس پر بجز شروَن اور کیرتن قابو پانا عین دشوار ہے۔ اس لئے سادھک کو چاہیئے کہ سمرن بھگتی پراپتی کے لئے شروَن کیرتن اور گائن پر خوب زور دیوے۔ یوں جب ان کا شغل کچھ وقت کے لئے ہوتا ہے۔ تو چت انترمکھ ہونے سے ایشور سمرن خود بخود چلتا رہتا ہے۔ جیسے تمام سادھنوں کا پھل ہی سمجھنا چاہیئے۔

(۴) اسی طرح چوتھا سادھن سادھو سنگتی یعنی ست پُرش سماگم ارتھات ست سنگ ہے۔ سو وہ بھی نیم سے کرنا چاہیئے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے۔ کہ ہردے میں چھپا ہوا پاپ یا مل ست سنگ کے بغیر کبھی نہیں چھوٹتا۔ ست سنگ ہی ایک ایسی وستو ہے جس میں اس جیو کو اپنے دوشوں کا احساس ہوتا ہے۔ اور وہ اسے نورت کرنے کا پریتن کرتا ہے۔ اگر ست سنگ نہ کیا جاوے۔ تو ایک مدت تک بھی اور اور سادھنوں کو کرتا ہوا پرانی کولہو کے بیل کی طرح ایک ہی جگہ پر پڑا رہتا ہے۔ اور پرمارتھ پنتھ پر کچھ بھی ترقی نہیں کرتا۔ ہاں یہ بات نہایت ضروری ہے۔ کہ ست سنگ کسی اُتم پرش کا ہی کرنا چاہیئے جو نہ صرف ودوان ہی ہو بلکہ پریکٹیکل اور باعمل شروتری برہم نشٹھی ہو۔ جب اُتم پرش کا سماگم ملتا ہے۔ تو ہردے میں وویک آدی سادھن بھی دھیرے دھیرے آنے لگتے ہیں۔ جن سے بدھی کھلنے لگتی ہے۔ اور شدھ رام پریم بھی جاگنے لگتا ہے۔ اور یہی تھا ست سنگ سے مطلب۔

اس پرکار شروَن۔ گائن اور سمرن۔ سادھو سنگتی سے مل کر انتہ کرن کی شدھی کا کارن ہوتے ہیں۔ جس سے پریتم رام میں شدھ پریم اُتپن ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس بات کو "ہووے ہیت ٹپنیت" ان پدوں سے اوپر والے شبد میں گورو جی نے درشایا ہے اور پھر نہ صرف گورو تیغ بہادر صاحب نے ہی ان ان سادھنوں کو ایشور پریم کی اُتپتی میں سادھن رُوپ سے بیان کیا ہے۔ بلکہ وہیں گورو بانی کے اندر بھگت راج رویداس جی نے بھی اسی بات پر سنکیت کرتے ہوئے دھناسری راگ میں یہ نیچے کا شبد اُچارن کیا ہے۔

"چت سمرن کروں نین او لوکنو　　شروَن بانی سوجس پُور راکھوں
من سو مدھکر کروں چرن ہردے دھروں　　رسن امرت رام نام بھاکھوں
میری پریت گوبند سیوں جن گھٹے　　میں تو مول مہنگی لئی جیا سٹے
سادھ سنگت بنا بھاؤ نہیں اُپجے　　بھاؤ بن بھگت نہ ہوئے تیری
کہہ رویداس ایک بینتی ہر سیوں　　پیج راکھو راجہ رام میری"

اس شبد کا سنکھشیپ رُوپ ارتھ ہم اپنے پاٹھکوں کی سہولیت کے لئے لکھے دیتے ہیں۔ تاکہ ان کے اندر بھی وہی شدھ پریم کی جھلک پیدا ہو سکے۔ لہٰذا اُسے دھیان دے کر سنیئے۔

بھگت راج رویداس جی بھگوت سے پرارتھنا کرتے ہوئے نویدن کرتے ہیں۔ کہ اے پرمیشور۔ میں چت سے تیرا سدیو سمرن کروں نیتروں سے آپ کے درشن کروں بشروتروں کو آپ کے سُندر یش سے پورن کروں۔ من کو بھنور بناؤں۔ چرنوں کو ہردے میں دھارن کروں۔ اور رسنا سے آپ کے امرت ناموں کا اُچارن کرتا رہوں۔ اے پریتم رام میری پریتی آپ میں کبھی کم نہ ہو۔ کیونکہ میں نے اپنا جیو آپا

سمرن کر کے اسے مہنگے مول خریدا ہے۔ اے راجہ رام۔ سادھو سنگتی بنا کبھی پریم کا بھاؤ پیدا نہیں ہوتا۔ اور بھاؤ بنا بھگتی نہیں ہو سکتی۔ اتاہ میری آپ سے یہی بنتی ہے کہ آپ مجھے اپنا بھگتی بھاؤ پردان کر کے میری رکھشا کریں۔

(یہ شبد بھی کئی بار راقم کے مکان پر روی وار کے ست سنگ میں پورے ساز کے ساتھ کیرتن کے رُوپ میں گایا گیا۔ اور اسکی دیا کھیا بھی کی گئی اب پورب پر کرن پر پھر آئیے۔

اس طرح کئی ایک سادھن مل کر ایشور پریم کی اپتی میں کارن ہوتے ہیں جیسے کہ گوروجی نے اور بھگت راج رویداس جی نے بھی اپنی اپنی منوہر بانیوں میں اوپر درشایا ہے لیکن گوروجی نے تو پہلو بہ پہلو .....

(۵) "مرتیو سمرن" کو بھی اسی طرح سادھن رُوپ سے ورنن کیا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اے جیو کال رُوپ سرپ اپنا مکھ پھیلائے ہوئے تمہارے ارد گرد گھوم رہا ہے۔ اور آج کل ہی تمہیں گراس کرے گا۔ ذرا اس بات پر بھی دھیان کر لینا اور یہ صحیح ہے۔ کہ اگر آدمی کا دھیان مرتیو پر بھی بنا رہے تو وہ زیادہ پسارے نہیں پسارتا۔ اور تھوڑے میں ہی اپنا سنتوش مانکر ایشور بھجن میں جُٹ جاتا ہے۔

" جنہیں چلن جانا ہے کیوں کریں ونتھا "

ایسا ایک دوسری جگہ بھی گورو گرنتھ میں ورنن ہوا ہے۔ پس جہاں شروَن کیرتن سمرن اور ست سنگ آدی سادھن ایشور پراپتی میں سادھن ہوتے ہیں۔ وہاں مرتیو سمرن یعنی موت کی یاد بھی سادھن ہو سکتی ہے۔ اتاہ سنسار کھلجن سے چھٹکارا پانے کی خواہش رکھنے والے ہر ممکشو کا کرتویہ ہے کہ وہ مرتیو کو بھی سمرن رکھے۔

یوں اس شبد میں رام پریم اور اُس کی پراپتی کے کئی ایک سادھنوں کو لیکر انت میں رام بھجن کے لئے آدیش دیتے ہیں کہ اے میرے من۔ سُندر اور سہاونا سمے وتیت ہوتا چلا جا رہا ہے۔ تو اُس کا سدُاپیوگ کر لے کیونکہ ایسا سمے پھر ہاتھ نہ آئیگا اس موقع پر شیخ سعدی صاحب لکھتے ہیں:" در طفلی پستی در جوانی مستی در پیری سستی۔ غافلا خدا را کے پرستی " یعنی تیرا بچپن کھیل کود میں۔ تیری جوانی وشیوں کی مستی میں۔ تیرا بڑھاپا سُستی میں چلا گیا اے غافل تبلا۔ ایشور کی یاد کب کرے گا ؟

کبیر جی نے بھی گورو گرنتھ کے اندر کیا سنہری الفاظ میں اس بات پر یوں روشنی ڈالی ہے۔ اور وہ شبد یہ ہے۔

" جب لگ جرا روگ نہیں آیا۔ جب لگ کال گرسی نہیں کایا
جب لگ بکل بھئی نہیں بانی۔ تب لگ بھج من سارنگ پانی
اب نہ بھجس بھجس کب بھائی۔ آوے انت نہ بھجیا جائی
جو کچھ کریں سوئی اب سار۔ پھر پچھتاؤ نہ پاوؤ پار
ایہی تیری اوسر ایہی تیری بار۔ گھٹ بھیتر توں دیکھ بچار
کہت کبیر جیت کے ہار۔ بہو بدھ کہیو پکار پکار "

برہد ارنیک اُپنشد کی یہ چند شرتیاں بھی یہاں پرمان کی جا سکتی ہیں۔

आत्मानमेव प्रियमुपासीत।

आत्मानमेव लोकमुपासीत।

ارتھات - ایشور آتما کو "پریہ" رُوپ سے اُپاسنا کرو۔ ایشور آتما کو "لوک" رُوپ سے اُپاسنا کرو۔

सयोऽन्यमात्मनः प्रियं ब्रुवाणं ब्रूयात प्रियंरोत्स्यति।

तदेतत् प्रेयः पुत्रात् प्रेयो वित्तात् प्रेयोऽन्यस्मात् सर्वस्मात् अन्तरतरं यदयमात्मा

ارتھات ایشور آتما سے اترکت کو "پریہ" کہنے والے کے پرتی کہہ دو۔ کہ وہ "پریہ" رُدن کروائیگا۔

ار تھفات الیشور آتما پتر سے پیارا ہے دھن سے پیارا ہے بلکہ اور بھی سب سے پیارا ہے کیونکہ سب کا انتر آتما ہے ۔ لب ولباب اس سارے پرکرن کا یہ ہے ۔ کہ اناتم باہیہ وستو کا پریم تیاگ کر پریتم رام کی کھوج من کے اندر ہی کرنی چاہیئے کیونکہ جب تک اناتم وستو کی آسکتی کا سمیک روپ سے تیاگ نہ ہو جاوے ۔ شدھ الیشور پریم کبھی اُدے نہیں ہو سکتا ۔ ویراگ پورک ہی پریم کی اُتپتی سرب شاستر کاروں نے مانی ہے ۔ چونکہ سنسارک آسکتی اور بگاؤ پرتی انتہ کرن میں اپنا گھر بنا چکے ہیں ۔ اس لئے سچا اور سُچا الیشور پریم پیدا نہیں ہو سکتا ۔ چنانچہ اس کے پیدا کرنے کے لئے کئی ایک سادھنوں کی آوشکتا ہوتی ہے جنہیں اوپر کے دو نو شبدوں کے اندر گورو تیغ بہادر صاحب اور بھگت راج روبداس جی نے ہمارے ہت کے لئے ورنن کیا ہے ۔ لہٰذا ہم پر واجب ہے کہ ہم بھی ان جملہ سادھنوں پر دھیان دیتے ہوئے انہیں اپنے جیون کے اندر ڈھالیں ۔ تاکہ ہمارے اندر بھی پریتم رام کے شدھ پریم کا آدر بھاؤ ہو اور سنسارک اناتم پریتی گھٹے ۔ ادم شم ۔ شری رامائے نمہ

دستِ کرم

شری جگن ناتھ جی کھنہ
بی ۔ اے ۔ بی ٹی

(۱) روشن بختم برد در آں کوئے دلدارم مرا ۔ چوں زبس بیحال گردانید از ارم مرا

(۲) رفتہ رفتہ آستانِ یار را دریافتم ۔ از ہوائے خوش، لوائے خوش من آں بشناختم

(۳) از درِ دیوانخانہ بوئے خوش آمد بمن ۔ ایستادم من ہماں دم، تا ببینم آں چمن

(۴) مُشک پیزی، سر بسر آں نوعِ استقبال بود ۔ یا کہ اظہارِ محبت سر بسر آں مے نمود

(۵) در مشامم یک بیک پیدا شدہ جوشِ جنوں ۔ عالمِ از خود فراموشی، سراسر از فسوں

(۶) من فرد افتادم آنجا بر درِ دلدارِ من ۔ جانِ من، آں دلبرِ رعنائے طرحدارِ من

(۷) در ہمیں حالت بماندم، خاکِ پائے یارِ من ۔ سر بسر محروم گشتہ گرچہ از دیدارِ من

(۸) زیرِ من فرشِ زمیں، بالائے من عرشِ بریں ۔ من فرو ماندم چناں در شانِ عاشق پُر حزیں

(۹) شب گزشتہ ہمچنیں، چوں صبح صادق رونمود ۔ یار با یارانِ ہمدم محوِ بزمِ عیش بود

(۱۰) یک صدائے دلربا ۔ در گوش آمد از قریب ۔ آمدی بر در و گفتی خوب مردِ خوش نصیب

(۱۱) چشم وا کردم و دیدم بر سرِ بالینِ من، ۔ ایستادہ سرو قد، ایمانِ من آں دینِ من

(۱۲) من بُتِ حیرت شدہ کردم نہ بر چشماں یقیں ۔ من کجا شوریدہ قسمت واں کجا شوخِ حسیں

(۱۳) بر سرِ ایں منظرِ خواب است من پنداشتم ۔ بد نصیبم من نہ بختے، ایں قدر خوش داشتم

(۱۴) بر سرم دستِ کرم بنہاد و گفتا شوخ ایں ۔ ایں نہ خواب است اے مجنی، تو چہ بیداری چنیں

(۱۵) ہوش آور اے صفیؔ ہرگز نہ تو حیراں بشو ۔ اندریں خانہ بعزّ و شاں تو مہماں بشو

(۱۶) ہوش کن تو ہوش کن، ہم ایں سخن در گوش کن ۔ جامِ الفت من دہم آنرا تو یکدم نوش کن

(۱۷) از برائے من تو جاں را سوختی گرداں شدی ۔ شاد باش امروز تو از بخت پُرداماں شدی

(۱۸) با عقیدت ہر کہ بسپارد بمن خود را ز دل
دست گیری اُو را بکنم اُو نہ گردد مضمحل

صفیؔ

ترجمہ:- (۱) کل جب میری بیماری یعنی غم فراق نے مجھے بہت بیحال کر دیا۔ تو ادھر میری خوش قسمتی جاگ اٹھی۔ اور وہ مجھے اپنے محبوب کے کوچہ میں لے گئی۔ (۲) وہاں آہستہ آہستہ چلتے چلتے میں اپنے یار (پریتم) کی دہلیز تک پہنچ گیا۔ اور میں نے وہاں سے آتی ہوئی خوشبو کی لپٹوں اور نہایت سریلی آواز سے پہچان لیا۔ کہ یہ میرے محبوب کا ہی گھر ہے (۳) اس کی نشستگاہ کے دروازے سے مجھے پھر خوشبو کی لپٹیں آئیں اور میں وہیں کھڑا ہو گیا تاکہ اس خوشبو سے مہکتے ہوئے باغ کو ذرا جی بھر کر دیکھ لوں یا اس کی سیر اور گلگشت سے لطف اندوز ہو سکوں۔ (۴) معاً مجھے خیال آیا۔ کہ وہ خوشبو دراصل مجھے خوش آمدید ہی کہنے کے لئے میری طرف آ رہی تھی۔ یا دوسرے لفظوں میں وہ مجھ سے اظہار محبت کر رہی تھی۔ (۵) بس یہ خیال آتے ہی ایکدم میرے دماغ میں ہیجان سا پیدا ہو گیا۔ اور مجھ پر اس کے ایک گونہ جادو سے مدہوشی (آنند وسمرتی) کی حالت طاری ہو گئی۔ (۶) اور میں وہیں اپنے محبوب کے دروازے پر گر پڑا ہاں اسی محبوب کے دروازے پر۔ جو میری جان تھی۔ اور نہایت خوبصورت دلبر (پریتم) (۷) اور میں اسی حالت میں اپنے محبوب کے قدوم مبارک کی خاک بن کر ہی وہاں پڑا رہ گیا۔ اور ایسی حالت کے طاری ہو جانے سے میں اس کے دیدار بھی حاصل نہ کر سکا یعنی اس خوشی سے محروم رہ گیا۔ (۸) میرے نیچے زمین تھی۔ اور اوپر آسمان اور میں سر بسر ایک عاشق زار (جس کی قسمت میں سوائے رنج و غم کے اور کچھ نہیں ہوتا) کی شان میں پڑا رہا۔ (آخر عاشقوں کی شان تو ہوتی ہی ہے۔ جو سب کچھ ترک کر کے اپنے محبوب کے دروازے پر ہی بھٹکنے میں لطف محسوس کیا کرتے ہیں) (۹) اتنے میں رات گذر گئی۔ اور پو پھٹنے کا وقت آ گیا۔ لیکن میرا محبوب اس وقت بھی اپنے دوستوں کے ساتھ رنگ رلیوں میں مصروف تھا۔ میری نیند کھل چکی تھی۔ لیکن میں ابھی بے حس و حرکت آنکھیں بند کئے پڑا تھا۔ (۱۰) اتنے میں نزدیک سے ہی ایک نہایت من موہنی دل کو لبھا لینے والی آواز میرے کانوں میں آئی۔ "اے خوش نصیب آدمی تو میرے دروازے پر پہنچ کر سو ہی گیا اندر بھی نہ آیا۔" (۱۱) یہ دلفریب آواز سن کر میں نے آنکھ کھولی۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میرا دین، ایمان یعنی سرد سو (سب کچھ) دوسرے الفاظ میں میرا محبوب بہ نفس نفیس میرے سرہانے کھڑا ہے۔ (۱۲) یہ دیکھ کر میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی، میں بھونچکا سا ہو گیا۔ اور اپنی آنکھوں پر یقین کرنے پر تیار نہ ہوا۔ یعنی جو نظارہ اپنے محبوب کے پاس کھڑے ہونے اور اسکے مجھے مخاطب کرنے کا میں نے دیکھا میں اس پر یقین نہ کر سکا۔ کیوں کہ کہاں میرے جیسا بدقسمت آدمی اور کہاں وہ حسن مجسم میرا معشوق جو مجھے محبت سے بلا رہا تھا۔ میں نے اسے سر بسر خواب ہی سمجھا۔ کیونکہ مجھ جیسے سیاہ بخت کی اتنی خوش نصیبی کہاں۔ کہ میں اپنے محبوب کے دیدار سے فیضیاب ہو سکتا۔ (۱۳) اتنے میں میرے محبوب نے میرے سر پر اپنا دست کرم (ہستار بند) رکھدیا۔ اور فرمایا اے میرے دوست جو کچھ تو دیکھ رہا ہے۔ یہ خواب نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے۔ تم اسے خواب کیوں سمجھ رہے ہو؟ (۱۴) اور پھر فرمایا۔ کہ صفیؔ، ہوش کرو۔ اور اس طرح حیران مت ہو جیے۔ آیئے میرے گھر کے اندر بڑی عزت اور شان سے میرے مہمان بنئے۔ (۱۵) ہاں ہوش کیجئے۔ ہوش کیجئے۔ اور میری بات غور سے سنیئے۔ (۱۶) میں تمہیں اپنے پریم کا پیالہ دیتا ہوں۔ اسے ایکدم پی جایئے (۱۷) میں خوب سمجھتا ہوں۔ کہ تو نے میری خاطر اپنے آپ کو جلا دیا۔ یعنی اپنی ہستی کو ہی مٹا دیا۔ اور سخت پریشانی اٹھائی۔ لیکن آج میں تمہیں یہ خوشخبری دیتا ہوں۔ کہ تیرا دامن مراد سے بھر گیا ہے۔ یعنی تیری مراد پوری ہو گئی ہے۔ اس لئے تو اب خوش ہو۔ یہ تیرے لئے خوشی کا موقعہ ہے۔ (۱۸) یاد رکھنا کہ جو شخص شردھا یکت ہو کر میری شرن میں آتا ہے۔ اس کی رکھشا کرتا ہوں۔ اور اس کے دکھ نوارن کر دیتا ہوں۔ صفیؔ

نوٹ:- اس فارسی نظم میں صفیؔ اپنے ایک خواب کا حال بیان کر رہا ہے۔ یہاں جس محبوب یا پریتم کا ذکر آیا ہے۔ وہ سوائے بھگوان کرشن کے اور کوئی نہیں۔ اور کوئے یار سے یہاں مراد شری بندرابن دھام میں شری بانکے بہاری جی مہاراج کے مندر والی گلی سے ہے اور ان کا دیو انخانہ ان کا مندر ہی ہے۔ جہاں وہ براجمان ہیں۔ جہاں ان کے دوست ارتھات بھگت جن ان کی آستی گاتے رہتے ہیں اور سگندھی کے سمبندھ میں جو کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ جو طرح طرح کے دھوپوں اگربتیوں اور بے شمار تازہ تازہ پھولوں سے آتی رہتی ہے۔ اور جس سے سارا وایو منڈل ہی سگندھت ہو جاتا ہے۔ اور مہکتا رہتا ہے۔

بھگوان لیلا دھاری ہیں۔ اور اپنے بھگتوں کی سُدھ لیتے ہی رہتے ہیں۔ کسی نہ کسی شکل میں ظاہر ہوا کرتا ہے۔ لیکن تعجب تو یہ ہے کہ صفی جو کسی صورت میں بھی اتنی کرپا کا پاتر نہیں تھا۔ اور نہ ہی اپنے آپکو بھگتوں میں شمار کرتا تھا۔ بھگوان نے اس کے سر پر بھی اپنی کرپا کا ہستارونِد رکھ کر اسے نہال کر دیا۔ اور شری گیتا بھگوتی کے اس شلوک کا تات پریہ سمجھا کر اسے شانتا دی۔

सर्वधर्मान्परित्यज्य मामेकं शरणं व्रज।
अंह त्वा सर्व पापेभ्यो मोक्षयिष्यामि माशुचः॥ ६६/१८

ارتھ :- سب دھرموں کو ارتھات سمپورن کرموں کے آشرے کو (یعنی جن کو مدنظر رکھ کر تم کوئی کام کرتے ہو۔) تیاگ کر کیول ایک مجھ سچدانند گھن واسدیو پرماتما کی اننیہ شرن کو پراپت ہو۔ میں تجھے سب پاپوں سے مکت کر دوں گا، تو شوک مت کر"

اس کا صریحاً یہ مطلب ہے۔ کہ جب تک ہم مکمل طور پر بھگوان کی شرن گرہن نہیں کرتے اور کسی اور کی مدد پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ بھگوان کام میں دخل نہیں دیتے لیکن جب ہم اپنے آپ کو پورے طور پر ان کے حوالے کر دیں۔ پوری پوری شردھا سے اُن کے ہو جائیں تو وہ اوشیہ اپنی کرپا کا ہاتھ ہم پر رکھتے ہیں۔ جب تک دروپدی کو اپنے سمبندھیوں کی مدد پر بھروسہ رہا۔ تو کچھ نہ بنا لیکن جب اُس نے دل سے بھگوان کو یاد کیا۔ تو وہ فوراً ساڑھی روپ میں اس کی سہایتا کے لئے آ پہنچے۔ اسی طرح سے گجِ کو بھی انہوں نے آکر گرہ کے پھندے سے مکت کیا تھا لیکن سوال تو اُن پر پورے وشواس اور توکل کا ہے۔ جس کیلئے ہم جلدی سے تیار نہیں ہو پاتے۔

رام اوتار

از قلم۔ کرشن گوپال ناتھ دل
خوشاب نواسی

(میری لکھی ہوئی سنہری رامائن کا ایک سنہری ورق)

پرتھوی نے اک بار کی آہ و فغاں　　چونک اُٹھے سُنتے ہی وشنو ناگہاں
بولے کہ نزدیک آنے دے سماں　　جامۂ انسان میں آؤں گا وہاں
خنجروں کو تیز ہونے دے ابھی
جام کو لبریز ہونے دے ابھی

ظلمتوں پر نور بن کر چھاؤں گا　　چاندنی سی ہر طرف پھیلاؤں گا
باغ میں ہر پھول کو مہکاؤں گا　　جھومنا ہر شاخ کو سکھلاؤں گا
درد کی بن کر دوا آؤں گا میں
وقت آنے دے چلا آؤں گا میں

شامِ غم نے پایا ہے عشرت کا چاند　　گردوں نے چمکایا ہے عشرت کا چاند
ہر نظر کو بھایا ہے عشرت کا چاند　　چرخ نے دکھلایا ہے عشرت کا چاند
چاندنی شاہی محل میں آگئی
ناز سے لہرا کے ہر سُو چھا گئی

نور برسا چرخِ نیلی فام سے　　ماہ نکلا ظلمتوں کے دام سے
بادہ چھلکا آسماں کے جام سے　　پھول برسے ہیں خوشی کے بام سے
مسکراہٹ سی لبوں پر آگئی
بند کلیوں کو صبا ہنسا گئی

زخم جو ہر بار دل کا چھل گیا　　خود بخود وہ آج گویا سِل گیا
دلِ دشرتھ کو سکوں سا مل گیا　　کھل گیا غنچہ خوشی کا کھل گیا
گود کوشلیا کی تازہ ہو گئی
خاک آج اس در کی غازہ ہو گئی

وندھیاولی

"شبھ کرمن کے کارنے ڈھیل نہ کرلومیت"

وندھیاولی مہاراجہ بلی کی پیٹ رانی تھی۔ ایشور کی پرم بھگت اور پتی برتا استری۔ جب وقت راجہ بلی سے وامن جی نے تین قدم زمین مانگی اور گورو شکر جی نے سمجھا یا کہ یہ وشنو نارائن ہیں، کہیں دھوکے میں نہ رہنا جتے کہ راجہ کو اس کام سے باز رکھنے کی پوری کوشش کی۔ اس وقت وندھیاولی ہی تھی جس نے اپنے پتی کو سنکلپ کے لئے جل لاکر زور دیا۔ کہ جلدی سنکلپ کرے اور اس نیک ساعت کو ہاتھ سے ہرگز نہ جانے دے کیونکہ اس کو ڈر تھا کہ کہیں شکر جی کے کہنے پر اس کے پتی دیو دان کرنے سے محروم نہ رہ جائیں۔

جب وامن بھگوان نے دو ہی قدموں میں دونوں لوک ناپ لئے اور تیسرے قدم کے لئے راجہ بلی کو باندھا۔ تو وندھیاولی کو اس کا مطلق غم نہ ہوا۔ بلکہ ازحد خوشی حاصل ہوئی۔ کہ اس کا پتی خوش قسمت ہے جس کا جسم بھگوان کے ارپن ہو رہا ہے۔ وندھیاولی نے ہاتھ جوڑ وامن بھگوان سے پرارتھنا کی اور کہا۔ مہاراج! آپ نے مہاراجہ پر ہی اپنی کرپا درشٹی کی ہے۔ مگر میرے کو کیوں پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ میں شاستروں کی مریادا کے مطابق اپنے پتی مہاراجہ بلی کی اردھنگی ہوں۔ میرا جسم مل کر ہی مہاراجہ کا مکمل جسم گنا جا سکتا ہے۔ اس لئے مہاراجہ کے شریر کے ساتھ میرا شریر بھی تو باندھا جائے۔

مہاراجہ بھی رانی کی بات سن کر بہت خوش ہوا۔ دونوں نے تیسرے قدم کے بدلے اپنے شریر سنکلپ کر دیئے تب بھگوان وامن نے پرسن ہو کر انہیں درشن دے کر نہال کر دیا۔

اس سے صاف عیاں ہے کہ راجہ بلی کو اس نیک کام کے لئے مستعد کرنے اور بھگوان کے درشن پراپت کرنے میں سب سے بڑا ہاتھ رانی وندھیاولی کا ہی تھا جس سے بھگوان پرسن ہوئے تھے۔ دھنیہ ہے وندھیاولی!

تیرا غلام بنوں سب سے بے نیاز رہوں　　جہاں میں تیری محبت سے سرفراز رہوں
الٰہی ایسا محبت میں غرق نام ملے　　کہ اپنے نام کو ڈھونڈوں تو تیرا نام ملے
خرد فریب گناہ ثواب دے نہ سکے!　　حساب بعد فنا کوئی مجھ سے لے نہ سکے
تو آج اپنی وفاؤں کی مجھ میں خو بھر دے　　کہ دل سے محو تمنائے رنگ و بو کر دے
مجھ نیاز کی دنیا سے ربط ناز رہے　　کہ دل میں گرمی الفت کا سوز و ساز رہے

کچھ ایسا سوز نہانی مجھے عطا کر دے
جو میرے عشق و محبت کی انتہا کر دے

(موہن مودتی)

پرشنوتری

از قلم مہاتما دولت رام جی

س۔ (۱۱) ۱۔ نش کی سولہ کلائیں کون سی ہیں۔
(ب) شری بھگوان کرشن چندر کسطرح سولہ کلا سمپورن تھے
ج۔ ۱۔ پرشن اپنشد کے انوسار سولہ کلا مندرجہ ذیل ہیں۔
پران۔ شردھا۔ آکاش۔ وایو۔ جیوتی۔ جل۔ پرتھوی
کرم اندریاں۔ اور گیان اندریاں۔ من۔ ان
ویریہ۔ تپ۔ منتر۔ کرم۔ لوک۔ نام
(ب) وشیشٹھی روپ سے جو کلائیں منشیہ کی ہیں وہی بھگوان شری کرشن کی سمشٹھی روپ سے ہیں مطلب اسکا
مکمل اوستھا اور شکتی والا۔ جیسے سولہ آنے کا روپیہ
بطرز دیگر چیتن کی ایک کلا سے سولہ کلا تک ظہور مختلف جگہ پر ہوتا ہے۔
ستھاور برکش آدک میں ایک کلا۔ سویدج بسو جھیر میں دو کلا۔ انڈج میں تین کلا۔ پشو آدی میں چار کلا
منش میں پانچ سے آٹھ کلا تک اور اس سے اوپر اوتاروں
کی کلا ہیں۔ پورن کلا سولہ مانی جاتی ہیں۔ شری کرشن
بھگوان سولہ کلا سمپورن تھے۔
س ۱۲۔ سپت رشی کون کون سے ہیں۔
ج۔ جمدگنی۔ بھاردواج۔ گوتم۔ کشیپ۔ وششٹھ۔ بھرگو
انگرا یہ سپت رشی ہیں۔
س ۱۳۔ آٹھ سدھیاں کون سی ہیں۔
ج۔ انیما (چھوٹا ہو جانا) مہما (بڑا ہو جانا) لگھیما (ہلکا ہو جانا) پراپتی (اچھیا کا پورن ہو جانا) پراکامیہ (سر لوک کے اگیات وشیوں کا گیان) ایشیتا (مایا اور اس سے اتپن ہوئی شکتی پر شاسن کر لینا) وشیتا (کرموں میں نرلیپ اور وشیوں میں نراسکتی کو پراپت کر لینا)
گھیاتی (تربھون کے بھوگ اور منو وانچھت سکھ کا ایک ساتھ لابھ) اس کے علاوہ دوسرے شریر میں پرویش کر جانا یا انیک شریروں کا دھارن کرنا ہادل کی بات معلوم کر لینا
یہ بھی سدھیوں میں ہی شامل ہیں۔
س ۱۴۔ ورشا ویدوکت یگیہ دوارا ہو سکتی ہے۔ اگر ہاں تو
منتر کون سے ہیں۔ اور کس ودھی سے یگیہ کرنا چاہیئے۔
ج۔ ورشا کاریری یگیہ کے ذریعہ ویدوکت ودھی سے کرنے
پر ہو سکتی ہے۔ جس میں ورن دیو کی پرسنتا کرائی جاتی
ہے۔ اس کا ودھان گارگیہ سنگھتا یجروید میں دیکھنا چاہیئے
کسی کرم کانڈی پنڈت سے اس کے متعلق دریافت
کر سکتے ہیں۔
س ۱۵۔ ردھیاں کون سی ہیں۔
ج۔ کسی دیوتا کی پرسنتا سے ان آدک کا ان گنت ویکتیوں
میں پورا ہو جانا۔ جیسے سوریہ کے دیئے ہوئے پاتر میں
دروپدی کو ردھی پراپت تھی۔ یہ بھی پرکار کی ہیں۔
یوگیوں کو تپ آدک سے اس کا انوبھو ہوتا ہے۔
س۔ چاندرائن برت کا مفصل طریقہ۔ اور اسکے لابھ کیا ہیں
ج۔ چندرما کے شکل پکش سے آرمبھ کر کے ایک گراس شدھ
ان یا دودھ یا جل کا شروع کر کے پورنماشی تک پندرہ
اور پھر اماوس کو گھٹاتے گھٹاتے ایک پر لے آنا اور
برہمچریہ اور ایکانت واس اور اشٹ دیوتا کا جپ
دھیان وغیرہ رکھنا یہ بھی آوشیک ہے۔ اس سے
منو کامنا پوری ہو جاتی ہے۔ اور مانسک شکتی بڑھتی
ہے۔ اور شریر کشٹ سہن کے یوگیہ ہو جاتا ہے۔ اس کا
وستار بہت گرنتھوں میں ملتا ہے۔

پرگیان ولاس

مہاتما دولت رام جی سچدیو شششیہ شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج نے کئی سالوں کی محنت اور کئی سنسکرت گرنتھوں کے سوادھیائے کے بعد یہ برہم گیان کا ادبھت لیکھ قلمبند کیا۔ جو کہ رسالہ اوم کے سالنامہ بھگوت گیان انک میں مکمل شائع کیا گیا تھا جس کی تعریف میں ہمیں بیسیوں تعریفی چٹھیاں موصول ہوئیں پرماتما کا بودھ کرانے کے لئے پرماتما کو پرگیان سروپ کہہ کر ویدوں کے پرمانوں کے علاوہ انیک یکتیوں دوارا اس پرگیان سروپ پرماتما کو اکھنڈ۔ نراکار۔ نراویو۔ اگوچر۔ اور سوکشم چھوتی بتلایا گیا ہے۔ اور انیک شرتیوں کے ارتھ کو یکتی سے سپشٹ کیا گیا ہے۔ یہ گرنتھ اتم جگیاسوؤں کے لئے تتو بودھ کرانے کی سمرتھ رکھتا ہے۔ اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔

ہمارے سٹاک میں ابھی اس گرنتھ کی کچھ کاپیاں موجود ہیں۔ ہم اوم کے نئے خریداران کو نویدن کریں گے۔ کہ وہ سالنامہ بھگوت گیان انک یعنی پرگیان ولاس کو ضرور منگوا کر لابھ اٹھا دیں کیوں کہ یہ مضمون ایک ایسے مہاں پرش کی قلم سے قلمبند کیا گیا ہے۔ جو کہ سروتری برہم نشٹھی (عالم باعمل) اور بال برہمچاری ہیں۔ انہوں نے تمام آیو برہم گیان کے گرنتھوں کے سوادھیائے میں نیز اچیہ کوٹی کے مہاتماؤں کی سیوا میں گذار دی ہے۔ اور آج کل رشی کیش میں بان پرستھیوں کی طرح نرسنکلپ ہو کر جیون مکتی کا آنند لے رہے ہیں۔

اس گرنتھ کی قیمت اڑھائی روپیہ مقرر ہے لیکن مہاتما جی کے ارشاد پر اس کی قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ 50 = Rs. 1 علاوہ ڈاک خرچ کر دی گئی ہے تاکہ سب لوگ اس کو منگا کر صحیح اور سچے گیان کو پراپت کر کے جیون سپھل کر سکیں۔

ملنے کا پتہ :- دفتر رسالہ اوم اندرون اجمیری گیٹ دہلی ۶

شری گنگا مائی

از قلم شری جوتی پرشاد کلیان

شری گنگا مائی کو بیترنی بھی کہتے ہیں۔ اور بھاگیرتی بھی کہتے ہیں۔ اس کا آغاز کس طرح پر ہوا۔ اسکو مختصر طور پر حسب ذیل بیان کیا جاتا ہے۔ اور اگر اسے گنگا مہاتم کہیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(۱) ایک بار مہاراجہ بلی اپنے گورو شکر آچاریہ دوارا مہان یگیہ کرا رہے تھے۔ راجہ بلی دیت شمار ہوتے تھے۔ آپ کے یگیہ کو دیکھ دیوتاؤں کو خوف ہوا۔ دیوتاؤں کی اچھا انوسار شری وشنو بھگوان نے اپنا باون روپ دھارن کیا۔ اور ایک ہاتھ میں چھتری اور دوسرے ہاتھ میں کمنڈل لئے ہوئے یگیہ شالا میں پدھارے۔ اُن کا قد چھوٹا ضرور تھا۔ مگر تیج بہت تھا ہر ایک ان کے روپ کو دیکھ کر حیران تھا۔ کہ معاملہ کیا ہے؟ یہ نرالے روپ کا پرش کہاں سے آ گیا ہے؟

(۲) راجہ بلی اُن کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ برہمن روپ کے کارن راجہ بلی نے نمرتا بھاؤ سے کہا۔ "آپ کیا چاہتے ہیں؟" باون اوتار برہمن روپ نے مہاراجہ بلی سے اڑھائی قدم پرتھوی کا دان مانگا۔ جس پر گورو شکر آچاریہ جی کو وہم ہوا۔ کہ یہ معمولی براہمن نہیں ہے۔ راجہ بلی کو دان سے روکنا چاہا۔ مگر راجہ بلی اُن کے روپ پر اس قدر موہت ہوئے۔ کہ راجہ نے یگیہ شالا سے پانی کا برتن اٹھا کر سنکلپ کرنا چاہا۔ گورو جی نے اپنا سوکھشم روپ بنایا۔ اور پانی کے برتن کی نلکی (جھکو) میں داخل ہو گئے تاکہ سنکلپ نہ ہو سکے۔ راجہ نے کشا کا تنکا لیا۔ اور برتن کی نلکی میں داخل کیا وہ تنکا گورو جی کی آنکھ میں لگا۔ اس تکلیف سے گورو جی نے وہ جگہ خالی کر دی۔ پانی گرنے لگ گیا۔ اور باون جی مہاراج کے پاؤں کا انگوٹھا چرنامرت پینے کے لئے راجہ بلی نے دھویا۔ جس میں ایک بوند پانی سورگ لوک کو چلی گئی۔ اور باقی پانی سے راجہ نے چرنامرت لیا۔ اور پرتھوی دان کر دی۔ چنانچہ دو قدم میں تمام پرتھوی ناپ دی گئی۔ اور آدھا قدم لاچار راجہ بلی نے اپنے سر پر رکھوانا پڑا۔

(۳) باون جی مہاراج کے پاؤں کے انگوٹھا دھونے پر جو ایک بوند پانی یعنی چرنامرت کی ایک بوند نے سورگ لوک میں جا کر شری گنگا جی نام دھارن کیا۔

(۴) سورج بنس میں ایک راجہ سگر کے نام سے مشہور ہوئے ہیں۔ اُن کے ساٹھ ہزار پتر تھے۔ راجہ سگر نے ایک بہت بڑا یگیہ کیا۔ اور شام کرن گھوڑے کے ساتھ اِن کے پتر اور فوج دپلٹن بھی تھی۔ کسی کارن یگیہ کا گھوڑا ایک رشی مہاراج کے آشرم میں داخل ہو گیا۔ رشی مہاراج بڑے تیج وان تھے۔ راجہ سگر کے لڑکوں نے رشی کی بے عزتی کی جس پر رشی مہاراج نے سراپ دیا۔ اُن کے سراپ سے راجہ سگر کے پتر جل کر بھسم ہو گئے راجہ سگر کو بڑا دکھ ہوا۔ کہ اس کے پتر اپ گتی کو پراپت ہونگے۔ پنڈتوں نے راجہ سگر کو رائے دی۔ کہ اگر سورگ لوک سے کوئی شری گنگا جی کو بلاوے۔ اور جس جگہ راجہ سگر کے پتر لی بھسم پڑی ہوئی ہے۔ وہاں سے شری گنگا جی بہے۔ تو اُنکی مکتی ہو سکتی ہے۔

(۵) اس تجویز کو پوران کرنے کے لئے ایک لڑکے نے جو دوسری استری سے اُتپن ہوا ہوا تھا۔ اُترا کھنڈ میں اسی نیت سے تپ کرنا شروع کیا۔ کہ سورگ لوک سے شری گنگا جی کو بلایا جاوے۔ اس کی مرتیو ہونے پر اُس کے لڑکے نے تپ کرنا شروع کیا۔ وہ بھی درمیان میں شریر چھوڑ گئے۔ پھر اُن کے لڑکے راجہ بھاگیرتھ نے اس کام کو پورا کرنے کی پرتگیہ کی۔ راجہ بھاگیرتھ کی تپسیا پر شری گنگا جی نے بھاگیرتھ کو آکاش بانی دوارا سوچنا دی۔ کہ وہ مرت لوک میں تب آسکتی ہے۔ کہ جب اس کا کوئی ویگ سنبھال ہونے

ورنہ پرتھوی پھٹ جاوے گی۔ اور یہ بھی بتلایا۔ کہ اگر بھاگیرتھ بھگوان شنکر کی اُپاسنا کر کے اُن کو پرسن کرے۔ اور شری گنگا جی کے ویگ کو سنبھالنے کیلئے اُن سے پرارتھنا کرے۔ تو یہ کام ہو سکتا ہے۔ چنانچہ شری بھاگیرتھ جی نے بھگوان شنکر کی اُپاسنا کرنی شروع کر دی۔ بھگوان شنکر بڑے دیالو ہیں جلد ہی خوش ہو کر بھاگیرتھ جی کو درشن دیئے۔ اور کہا۔ کہ " بھاگیرتھ کیا چاہتے ہو "

راجہ بھاگیرتھ نے اپنی تمام داستان مہاراج بھگوان شنکر سے کہہ سنائی۔ سُن کر شنکر بھگوان نے وچن دیدیا۔ کہ " شری گنگا جی کو بلاؤ۔ اُن کو سنبھال لیا جاوے گا "

(۶) شری بھاگیرتھ جی نے شری گنگا جی کی اُستتی کی۔ اور اُن سے پرارتھنا کی۔ کہ " بھگوان شنکر آپ کو سنبھالنے کا بچن دے چکے ہیں۔ اب آپ پدھار سکتی ہیں "

(۷) چنانچہ شری گنگا جی راجہ بھاگیرتھ کی اُستتی پر پرسن ہو کر سورگ لوک سے مرت لوک کے لئے چل دیں۔ جب اُن کا آگمن شروع ہوا۔ تو بڑا بھیانک سماں بن گیا۔ اور آکاش سے بھیانک شبد سُنائی دیئے۔ ادھر شری گنگا جی کو سنبھالنے کے لئے بھگوان شنکر نے بھی وچتر روپ بنا لیا اور اپنی جٹاؤں کو چاروں دشاؤں میں پھیلا لیا۔ اور بھاگیرتھ جی کو حکم ہوا۔ کہ جوں ہی شری گنگا جی بھگوان شنکر کی جٹاؤں میں سما جاوے۔ اور پرتھوی پر بہنے لگے۔ تو بھاگیرتھ جی اپنے رتھ پر سوار ہو کر اس تیزی سے چلیں کہ شری گنگا جی اُن کے پیچھے بہتی جاویں۔ اور جس جس ستھان پر راجہ سگر کے پتروں کی بھسم کے ڈھیر پڑے ہوئے ہیں۔ اُن کو بہا کر لے جاوے۔ تاکہ وہ سگر کے پتر مکتی کو پراپت ہو جاویں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ شری گنگا جی کو بھگوان شنکر نے اپنی جٹاؤں میں تھوڑے آدر سہت جگہ دی۔ اور وہاں سے شری گنگا جی نے دھار بن کر بہنا شروع کیا۔ اور راجہ بھاگیرتھ جی کے رتھ کے ساتھ ساتھ بہتی ہوئی چلی گئی۔ اس طرح راجہ سگر کے پتر جو اُپ گتی کو پراپت ہو رہے تھے۔ وہ سب بھگوان شنکر کے پراکرم سے اور راجہ بھاگیرتھ کے بھجن کے پرتاپ سے اور شری گنگا جی کے اُپکار سے مکتی کو پراپت ہو گئے۔ وہ ہی شری گنگا جی اب تک سنسار کا اُپکار کر رہی ہے۔ جو مرت لوک میں دریا کی شکل میں بہہ رہی ہیں۔ اور ہزاروں بلکہ لاکھوں پرانیوں کا اُدھار نتیہ کر رہی ہیں۔

(۸) شدھ چت ہو کر جو پرانی شری گنگا جی میں شنان کرتے ہیں۔ اُن کے جنم جنمانتر کے پاپ نشٹ ہو جاتے ہیں۔ ایسا شاستر برنن کرتے ہیں۔

(۹) شری گنگا جی میں جو لوگ شنان کرتے ہیں۔ وہ تو بھاگیہ شالی ہیں ہی۔ لیکن جو پرانی شری گنگا جی کا دھیان کر کے اُن کو نمسکار کرتے ہیں۔ شری گنگا جی کے آشیرباد سے اور بھگوان شنکر کی کرپا سے اُن کو بھی بڑا سُکھ پراپت ہوتا ہے۔

رباعیات

شری گرپال داس مسرور

(۱)

زر پاس اگر ہے تو سخاوت کر لے
پیدا سرو سامان فراغت کر لے
اِس آواگون سے تجھے حاصل ہو نجات
اِس زِلیست میں کچھ اُسکی عبادت کر لے

(۲)

اُلفت کو ترستا ہوں زمانے والو
یہ سوچتا رہتا ہوں زمانے والو
ایسا نہ ہو یہ جنس گراں پا نہ سکوں
اِس بات سے ڈرتا ہُوں زمانے والو

(۳)

نفرت کے خیالات نکالو دل سے
تفریق کے جذبات نکالو دل سے
مسرور مصیبت ہیں یہ بغض و کینہ
آفات ہیں آفات نکالو دل سے

(۴)

نفرت کے خیالات مٹاتے جاؤ
اُلفت کی رسومات بڑھاتے جاؤ
خدمت سے بڑی کوئی عبادت ہی نہیں
مسرور اسے دل سے نبھاتے جاؤ

(۵)

مظلوم و بے کس کو ستانے والو
دُکھتا ہوا دل اور دُکھانے والو
انساں جو نہیں دُکھ میں کسی کا ساتھی
واللہ ہے وہ حیوان زمانے والو

(۶)

اِس دور میں نیکی کی کہاں چلتی ہے
جس طور بھی دیکھا ہے بدی پلتی ہے
حالت ہے شریفوں کی بری اے مسرور
یاروں کی بھلا دال کہاں گلتی ہے

(۷)

وہ لوگ کہ جو سجدہ نشیں ہوتے ہیں
خوش بخت ہیں تیرے وہ قریں ہوتے ہیں
ظاہر میں نظر آتے ہیں موجود یہاں
باطن میں مگر اور کہیں ہوتے ہیں

(۸)

طوفانِ حوادث میں گذر کرتے ہیں
موجوں کی کشاکش میں سفر کرتے ہیں
جو لوگ ہیں مضبوط ارادوں والے
ہر مرحلہ زلیست کو سر کرتے ہیں

پُرشارتھ گیتا

از قلم شریمان سنت نارائن سنگھ جی

(گذشتہ سے پیوستہ)

سُکھ دُکھ ببیک

نانک بولنڑ جھکھڑاں دُکھ چھڈ منگیہ سُکھ
دُکھ سُکھ دوئے دَر کپڑے پہرے جائے منکھ
نانک دُنیا چار دہاڑے سُکھ کیتے دُکھ ہوئے
گلاّں والے ہیَن گھنیرے چھڈ نہ سکے کوئے

گورو فرماتے ہیں سب لوگ اپنی دُعائیں بھی پرماتما سے سُکھ کی طلب کرتے ہیں۔ یہ دُنیا چند روزہ ہے۔ لوگ سُکھوں کے اُپائے کرتے ہوئے دُکھوں کو پراپت ہوتے ہیں۔ یہ نمائشی دین دار لوگ مُنہ سے بہت اُونچی کلام کرتے ہیں۔ مگر وشے وکاروں کے سامنے آکر جھٹ گر جاتے ہیں جیسے چیل آسمان میں بہت اُونچی اُڑتی ہے۔ مگر مُردار دیکھ کر فوراً زمین پر گر کر اُسے کھانے کو دوڑتی ہے بلعینہٖ ہمارا مذہبی دُنیا میں یہی حال ہے۔ دوسروں کو زیر اثر لانے کے لئے اپنی مان بڑائی قائم رکھنے کی خاطر وعظ تو آسمانی سُناتے ہیں مگر مایا کے وشیوں کے مقابل آکر ذرا بھی نہیں ٹھہر سکتے

بھگوان نے سُکھ تین پرکار کا کہا ہے۔ جو سُکھ ہری سمرن، دھیان سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ شروع میں زہر کے سمان لیکن نتیجہ میں امرت ہوتا ہے۔ برعکس اس کے دُنیاوی سُکھ شروع میں امرت اور انجام میں زہر کی مانند دُکھدائی ہوتا ہے تیسرے درجہ میں جو سُکھ آد انت میں من کو غفلت میں ڈال کر ہلاک کرتا ہے۔ وہ تامسی سُکھ پاپ مے ہے۔ (ادھیائے ۱۸ اشلوک ۳۷ تا ۳۹)

ہم ایک عجیب رچنا کے اندر پیدا ہوئے ہیں باہر مادی دُنیا ہے۔ اندر مانسی دُنیا ہے۔ اس سے پرے روحانی دُنیا ہے۔ مایا وی سُکھ ہمیشہ رہنے والے نہیں ہیں۔ بلکہ "آیات رمنیہہ" ہیں۔ اُوپر سے دلکش اور اندر سے زہریلے ہیں۔ اس کو بھگوان کہتے ہیں۔ اندریوں اور وشیوں کے سنجوگ سے اُتپن ہونے والے جو بھوگ ہیں۔ اگرچہ وشئی پُرش کو پیارے لگتے ہیں۔ مگر آخر میں دُکھ ہی کے ہیتو ہیں۔ "انیّتہ" ہیں۔ اس لئے وویکی پُرش اُن میں نہیں رمتا (ادھیائے ۵ شلوک ۲۲)

دھرم کو قائم رکھنے کی خاطر شہیدوں نے اَلپ سُکھ کو چھوڑ کر پرم سُکھ کی بھاونا کی ہے۔ جس انسان کا من وشے سُکھ کی طرف سے نہیں ہٹ سکتا وہ آتم سُکھ سے شونیہ رہتا ہے۔ گوربانی میں آیا ہے۔

اِہ رس چھاڈے اوہ رس آوا
اوہ رس پیا اِہ رس نہیں بھاوا
آتم رس جہ جانڑیاں ہر رنگ سہجے مانڑ
نانک دھن۔ دھن۔ دھن جن آسکے تے پروانڑ

دھرم ادھرم ببیک

یوگ واسشٹھ میں دھرم پُن کرموں کے سنسکار کا نام کہا گیا ہے۔ اسی طرح ادھرم پاپ کرموں کے سنسکار کو کہتے ہیں۔ پُن کرم گیتا کے سولھویں ادھیائے میں دیوی سمپتی کے گُنوں کو کہا گیا ہے۔ اور پاپ کرم کو آسری سمپتی کا نام دیا گیا ہے۔ اس اصول کے مطابق جن لوگوں میں دیوی گُنوں کا پردیش نہیں۔ وہ مہاں ادھرمی ہیں اور دیوی گُنوں سے بھرپور پُرش مہاتما یا دھرماتما سمجھے جانے کے یوگیہ ہیں۔ بھگوت گیتا میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ کامی، کرودھی اور لالچی انسان دوزخ کے ایندھن بنائے جائیں گے۔ (ادھیائے ۱۶ شلوک ۲۱) اور ستی سنتوکھی اور حلیم بہشت (سورگ) کے وارث ہوں گے۔ ان الفاظ کو پڑھ کر ہمیں جاگ اُٹھنا چاہیئے۔ نیچ کرموں سے اُم پدوی کا حاصل کرنا محض وہم اور آتم گھات ہے۔ ارجن کو صاف لفظوں میں تنبیہہ کی گئی ہے کہ اگر تُو میرے اُپدیش کو سُن کر اس پر عمل نہ کرے گا اور اپنی من مت کے پیچھے چلیگا۔ تو تُو ناش ہو جاوے گا یعنی تیرا جنم بھرشٹ ہو جاوے گا۔ اور پُرشارتھ رائیگان جائے گا۔ دیکھیئے (ادھیائے ۱۸ اشلوک ۵۸)

جو مُورکھ لوگ ست دھرم کو چھوڑ کر بھگوان کے مت اُنوسار نہیں چلتے یعنی دیوی کرموں کو چھوڑ کر آسری کرموں میں ہی پر درت رہتے ہیں وہ کلیان مارگ سے بھرشٹ ہو جاتے ہیں (ادھیائے ۳۔ شلوک ۳۱)

گیان کی باتیں پڑھ سُن کر جو لوگ شُبھ کرموں کا تیاگ کر بیٹھتے اور اپنی منو ورتی کا غلط اندازہ لگا کر اپنے آپ کو گیانی تصور کرتے ہیں وہ ضرور ہی نرک گامی ہوتے ہیں۔ بھگوان خود اپنی بابت کہتے ہیں۔ اگرچہ مجھے تین لوکوں میں کوئی اپراپت وستو نہیں تو بھی میں ساودھان ہو شُبھ کرم کرتا ہوں۔ اگر ایسا نہ کروں۔ تو مَیں تمام سرشٹی کے انتظام کو درہم برہم کرنے والا ہوں۔ کیونکہ میری تقلید کرتے ہوئے تمام لوگ شُبھ کرموں کو اور اپنے فرائض کو چھوڑ کر ادھوگتی کو پراپت ہوں گے (ادھیائے ۳۔ شلوک ۲۲-۲۳-۲۴)

بالغرض اگر کسی کو مکمل طور پر گیان کی نشٹھا پراپت ہو بھی جاوے یعنی آتما میں سماپت ہو جانے کی مشق کی بدولت پُورن اُپراماتا کا درجہ نصیب ہو جائے تو بھی اُسے ست کرموں کو چھوڑنا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے اگیانیوں کی بُدھی اشردھا میں پڑ جاتی ہے۔ جس سے سرشٹی کے نظام میں فرق آتا ہے۔ (ادھیائے ۳۔ شلوک ۲۶)

شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کی پرارتھنا سُنیئے۔

دیہو شوا بر موہ اِہے شُبھ کرمن سے کبھوں نہ ٹروں

نہ ڈروں اری سے جب جائے لڑوں، نشچے کر اپنی جیت کروں

ہوں سکھ ہوں اپنے ہی من کو، یہ لالچ ہے گُن تو اُچروں

جب آیو کی اودھ ندان بنے، اَت ہی رن میں تب جوجھ مروں

ترجمہ :- ہے آدشکتی! ایسا ور مجھے دیجئے کہ آخری دم تک شُبھ کرم کرتا رہوں، ادھرمی لوگوں، دھرم کے دشمنوں کی

صفحوں کو دیکھ کر مجھے بھے پیدا نہ ہو۔ ہمیشہ اپنی فتح کا پختہ یقین رکھوں۔ اپنی ہمیر کی پیروی کرتا رہوں اور تیرے بے شمار احسانوں کو یاد کرتا رہوں۔ جب دم نکلنے کی نوبت آئے بَیں ادھرمیوں کا ناش کرتا ہوا شہیدوں کا مرتبہ حاصل کروں۔

جب دریودھن کے پکھشیوں نے ادھرم کا پکش لیا تو بھگوان نے انہیں بلاتمیز قتل کرنے کا حکم ارجن کو دیا۔ پاٹھک گن! ہمیں گیتا پڑھ کر دھرم کا بل لِیشٹ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ادھرمی پُرش دھرم کا مقابلہ کر نہیں سکتا۔ دھرم ہی ادھرم کو جیت سکتا ہے۔ جس طرح روشنی سے اندھیرا کافور ہو جاتا ہے۔ ہمارے دیش اور جاتی کے تنزل کا اصلی سبب ادھرم ہے۔ دھرم کے مقابلہ میں گورو، ماتا پِتا، رشتہ دار، حاکم، محکوم کا کوئی سوال نہیں

جب شری تام دیو کو اس کی ماں نے گھبرا کر مسلمان ہونے کو کہا۔ تو گورو بانی میں شہادت دی گئی ہے انہوں نے صاف کہہ دیا۔

نہ مَیں تیرا پُونگرا نہ تُوں میری مائے
پنڈ پڑے تو ھر گُن گائے

ترجمہ:- نہ مَیں تیرا بیٹا ہوں نہ تُو میری ماں۔ میرا شریر قربان ہو جائے لیکن مسلمان نہ بنوں گا۔ پاتنجلی رشی نے اپنے شاستر میں سُوتر لکھا ہے کہ "سمادھی دھرم کا بادل ہے۔" دھرم سے آتم شکتی آتی ہے اور آتم گیان سے دھرم کی بڑھتی ہوتی ہے۔ واشسٹ مُنی کہتے ہیں کہ گیانی میں دھرم کا اسقدر بل ہوتا ہے۔ کہ اگر اس کے شریر کو آگ سے بھسم کر دیا جائے۔ بجرسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ چکی میں پیس دیا جائے۔ تو بھی اس کا من جنبش نہیں کھاتا۔ جس طرح شری گورو گوبند سنگھ جی کے دو لخت جگر جن کی عمر صرف دس بارہ سال کے قریب تھی۔ چکور کے یدھ میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر گئے۔ مگر لاکھوں دشمنوں سے بھے بھیت ہو کر میدان کو نہ چھوڑا۔ گیتا کا مقصد گیان دوارا دھرم بل دیکر، کمزور روحوں کو بلوان بنا کر دھرم کے لئے جام شہادت پلانا ہے۔ ارجن کو سات سو شلوک سُنا کر بھگوان نے ادھرمیوں کے لشکر میں اس کو شیر نر بنا کر جنگ کرنے پر آمادہ کر دیا۔ حالانکہ وہ ڈر کر دھنش بان چھوڑ کر چنتاتُر ہوا میدان چھوڑ کر۔ فقیرانہ لباس میں بھیک مانگ کر گزارہ کرنے کے ارادہ سے بھاگنا چاہتا تھا۔

دھرم کے معاملہ میں قوم، نسل، رنگ، مذہب، ودیا، سائنس کا کوئی سوال نہیں۔ پرانی ماتر دھرم کے انوشاسن کو قبول کرتا ہوا مہاتما بن جاتا ہے، چار ورن، چار آشرم ہیں، کوئی ملے۔ گورو نانک سو آپ ترے کُل سگل ترا ہے"۔ برہمن، کھشتری، دیش، شودر۔ یہ سب ہی بھگوت شرن سے آتم پد کے ادھیکاری ہوتے ہیں۔ (ادھیائے ۹۔ شلوک ۳۲)

پرانشٹھا یانش کرم سدّھی

ویدوں کا سار اُپنشدوں میں دیا گیا ہے۔ اور اپنشدوں کا سار گیتا ہے۔ گیتا کا سار اٹھارھواں ادھیائے ہے۔ اور اٹھارھویں ادھیائے کا سار تین شلوکوں (۵۱، ۵۲، ۵۳) میں دیا گیا ہے۔ ان تین شلوکوں کا خلاصہ مطلب جگیاسو

کے لئے نیچے دیا جاتا ہے۔ شدھ بدھی (تعصب سے پاک) سے یکت ہو کر ایکانت دیش ہیں، ساتوک آہاری ہو کر۔ من کو یم نیم دوارا روک کر اپنی بانی اور شریر کو قابو میں رکھتا ہوا ویراگ وان پرش، دھیان یوگ کے پرائن ہوا۔ ساتوک دھارنا سے۔ شبد آدی وشیوں سے اُپرام ہوا۔ راگ دویش سے پاک، اہنکار، بل، گھمنڈ، کام کرودھ، سنگرہ۔ اور ممتا سے رہت، شانت انتہ کرن ہوا سچدانند گھن برہم ہیں۔ ایکی بھاو سے لین ہونے کے یوگ ہوتا ہے۔ اس پار برہم پرمیشور کو پاکر ہر وقت پرسن آتما رہتا ہے۔ فکر۔ اندیشہ۔ غم والم سب اس کا دور ہو جاتا ہے وہ ساری مخلوقات ہیں برہم جوتی کو سم دیکھتا ہے اور اس طریق سے گیان کی پرانشٹھا کو پراپت ہوتا ہے۔

سار گیتا

تیسرے ادھیائے کے شلوک ۳۰ میں بھگوان نے ارجن کو کہا ہے۔ کہ "دھیان نشٹ چت سے سمپورن کرموں کو مجھ میں سمرپن کر کے آشا رہت، ممتا رہت، سنتاپ رہت ہو کر شتروؤں سے یدھ کر۔ پھر اسی ادھیائے کے شلوک ۴۳ میں کہا کہ من بدھی سے پرے ہر طرح سے بلوان اور سریشٹ اپنے آتما کو جان کر من کو قابو رکھ کر اپنی شکتی کو سنبھال کر درجے (نہ فتح ہونے والے) کام روپ دشمن کو تو مار۔ پھر گیارھویں ادھیائے کے شلوک ۳۴ میں کہا۔ کہ بھیشم آدک شور بیر (شتروؤں) کو مار اور کسی قسم کا بھے مت کر۔"

ان تینوں شلوکوں کو ملا کر پڑھنے اور وچارنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بھگوان کا منشا ارجن کو شتروؤں کا مقابلہ ڈٹ کر کرنے کی ترغیب دینا ہے۔ اور اس کے حوصلہ کو بڑھانا ہے۔ میرے خیال میں گیتا کی جس قدر ٹیکائیں بھگوان کے اس منشا کے خلاف کی گئی ہیں۔ وہ سب ہی گمراہ کن ہیں۔ گیتا کا منتویہ جگیاسو کے اُتساہ کو بڑھانا ہے دشمن چاہے۔ اندرونی (کام، کرودھ آدک) ہوں۔ خواہ دھرم کے دشمن راکھشس پرکرتی کے لوگ ہوں، ان کا مقابلہ کرنے سے ہٹ جانا دھرم کو پیٹھ دینا ہے۔ گیتا پرشارتھ پر زور دیتی ہے۔ شروع سے لے کر آخر تک یہی تعلیم دیتی ہے۔ کہ منش کو مرتے دم تک پرشارتھ کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے۔

دوسرے ادھیائے کے شلوک ۳۸ کے انوسار سکھ، دکھ، نفع نقصان، فتح شکست کو سمان سمجھ کر ادھرم کو ناش کرنے کا اُدّم کرنا پرانی ماتر کا پرم دھرم ہے۔ انسان کو وہ فعل ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔ جس سے اس کی لوک پرلوک میں نندا ہو۔ نندا سے تو مر جانا بہتر ہے۔

جن لوگوں نے اپنے فرائض منصبی (ورن آشرم دھرم) کا تیاگ کر دیا ہے۔ وہ جیون میں کبھی سپھل نہیں ہو سکتے (شلوک ۳۳ ادھیائے ۲)

خلاصہ یہ کہ شریر جائے۔ دھن جائے، مال و دولت اور اولاد جائے۔ لیکن دھرم کو کبھی نہ چھوڑے بلکہ دھرم کی رکھشا کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دے یہی گیتا کا تاتپریہ ہے۔

(اوم شم)

بیساکھی

(از قلم شری تاراچند باغی)

غنچہ غنچہ چٹک رہا ہے آج
پتا پتا لہک رہا ہے آج

فصل گل لے کے آ گیا بیساکھ
سارا گلشن مہک رہا ہے آج

گلشن دہر میں بہار آئی
ہر شجر نے نئی قبا پائی

غنچہ و گل ہوئے ہیں جلوہ فروش
باغ میں ہر طرف ہے رعنائی

شاہزادی طرب کی آئی ہے
عیش و عشرت کو ساتھ لائی ہے

ہر طرف جم رہی ہے بزم نشاط
آج ہر سُو خوشی سوائی ہے

دوست کے پاس دوست جاتے ہیں
ہنستے گاتے گلے لگاتے ہیں

روٹھے دلبر منا رہے ہیں سب
آج ہم بھی انہیں مناتے ہیں

پیغام بہار

نراین پوری

صبا مبارک کا تار لائی — کہ پھر چمن میں بہار آئی
جو خون شاخوں میں سرسرایا — تو پتیوں نے بھی سر اُٹھایا
وُہ شاہدانِ چمن بھی جاگے — جو تھے قیامت کی نیند سوئے

گلوں کا حُسن و جمال دیکھو — وُہ رنگ و بُو کا وصال دیکھو
وُہ بُلبُل دلفگار آئی — گلوں پہ ہونے نثار آئی

مچی ہے اک دھوم سی چمن میں — خوشی کا عالم ہے انجمن میں
اِدھر سے پھر دل جلوں کا آنا — کلی کو داغِ جگر دکھانا
کلی کی مہرِ سکوت ٹوٹی — خُدا خُدا کر کے مُنہ سے پھُوٹی

کہ مُجھ پہ قربان ہونے والو — مری جُدائی میں رونے والو
کھُلا ہے بازارِ حُسن اپنا — جو سر میں رکھتے ہو میرا سودا
تمہیں تمنّا جو دید کی ہے — جو تُم کو خواہش خرید کی ہے

تو حُسن میں نے لٹا دیا ہے — یہ مال سستا لگا دیا ہے
یہ سن کے آوازِ جان افزا — کلی کا مُنہ بلبلوں نے چُوما

اب اُن کے دل کی کھلی کلی تھی — نہ اب وُہ پہلی سی بیکلی تھی
مُراد بر آئی بُلبُلوں کی — سُنی خُدا نے ستم زدوں کی

یُوں ہی ملے پھر کبھی کے بچھڑے
دلوں کے ارمان خُوب نکلے

باون اکھری

مرسلہ شری سادھو رام اروڑہ چمن پاکستان

گذشتہ سے پیوستہ

شلوک نمبر۔ ۱۱۔　لالچ جھوٹ بکار موہ بیاپت مُوڑھے آندھ
لاگ پرے دُرگھند سیوں نانک مائیا بندھ

ارتھ۔ لالچ۔ جھوٹ۔ عیب ہر قسم۔ لذات فانی کی محبت بے وقوف اندھے کے دل میں جگہ پاتے ہیں۔ گورو صاحب فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ ایک بدبو (مُردار دُنیا جو گذشتنی اور گذاشتنی ہے) پر لگ رہے ہیں۔ اور محسوسات (کے دام میں) بندھے ہیں۔

پوڑی نمبر۔ ۱۱۔　للّا لپٹ بکھے رس رلئے۔ اہنگ بُدھ مائیا مد ماتے
آیا مائیا مہنہ جنمہ مرنا۔ جیوں جیوں حکم تو ے تیوں کرنا
کوؤ اون نہ کوؤ پورا۔ کوؤ سُگھڑ نہ کوؤ مُورا
جت جت لاوہ تت تت لگنا۔ نانک ٹھاکر سدا الینا

ارتھ:۔ للّا کے ذریعہ اُپدیش ہے کہ (آدمی) لذات فانی کی محبت میں رنگے ہوئے لپٹے ہیں۔ خودی کی عقل (جزوی دانائی) اور محبت فانی کی شراب سے مست ہیں۔ اس خواہش لذات فانی (مایا میں رہ کر) جنم مرن کا سلسلہ ہے۔ لیکن حق یہ ہے۔ کہ جیسا جیسا حکم الٰہی ہے۔ ویسا ویسا کرنا چاہیئے۔ کوئی ناقص نہیں اور نہ کوئی کامل ہے۔ نہ کوئی دانا ہے۔ نہ بیوقوف۔ جس جس کام میں تو نے لگایا ہے۔ (اے پرمیشرا) اسی اسی کام میں لگتا ہے۔ گورو صاحب فرماتے ہیں۔ کہ وہ ٹھاکر (مالک موجودات ارضی وسماوی) محسوسات سے ہمیشہ الگ اور پاک ہے۔

شلوک نمبر ۱۲۔　لال گوپال گوبند پربھ گہر گمبھیر اتھاہ
دوسر نائیں اور کو نانک بے پرواہ

ارتھ:۔ پیارا۔ موجودات کا پالنے والا۔ اشکال کا نقطہ یا مخلوقات کا مرکز پرمیشر ہے۔ جو اپنی ذات میں ایک ایسا عمیق ہے۔ کہ قائم بالذات ہے۔ اور اس کی اتھاہ نہیں پائی جاتی۔ (اُس کی مانند) دوسرا اور کوئی نہیں۔ گورو صاحب فرماتے ہیں کہ وہ (بڑا) بے پرواہ ہے۔

پوڑی نمبر ۱۲۔　للّا تا کے لوئے نہ کوؤ　ایکہہ آپ اور نہ ہوؤ
ہوون ہارہوت سد آیا۔ اوآ کا انت نہ کاہو پائیا

کیٹ ہست ہیں پور سمانے پرگٹ پرکھ سب ٹھاؤ جانے

جاکو دُنیا ہر رس اپنا۔ نانک گورمکھ ہر ہرتہہ چینا

ارتھ:۔ للا کے ذریعہ ہدائیت ہے۔ کہ اُس (پرمیشر) کے برابر اور کوئی نہیں۔ وہ ایک ہی آپ ہے۔ (ہستی کے لائق) اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہی ہستی کے لائق ہے جس کی ہستی ہمیشہ سے ہے۔ اس کا انت کسی نے نہیں پایا۔ وہ چیونٹی اور ہاتھی میں (یکساں) پورا سما رہا ہے۔ جو سب میں محیط ہو رہا ہے۔ اُس پُرش کو ظاہر ہر جگہ جاننا چاہیئے جسکو پرمیشر نے اپنی لذت (محبت) دی ہے۔ گورو صاحب فرماتے ہیں۔ کہ مُرشد کے ذریعہ وہی ہر ہر چینے والا ہے۔

سلوک نمبر۔۱۳۔ آنتم رس جیہہ جانیا ہر رنگ سہجے مان

نانک دھن دھن دھن جن آئے تے پروان

ارتھ:۔ جس نے لذت روحانی کو جانا ہے وہی شانتی سے وصالِ الٰہی کی لذت پاتا ہے۔ گورو صاحب فرماتے ہیں۔ کہ (ایسے برگزیدہ لوگ) دھنیاد اور شکریہ کے مستحق ہیں۔ اور اُن کا اِس عالم فانی میں پیدا ہونا قبولیت الٰہی کا درجہ رکھتا ہے۔

پوڑی نمبر۔۱۳۔ آئیا سُفل تاہو کو گنیئے۔ جاس رسن ہر ہر جس بھنیئے

آے بسے سادھو کے سنگے۔ اَن دن نام دھیاوہہ رنگے

آوت سو جن نامہہ راتا۔ جاکو دیا مَیا بدھاتا

ایکہہ آون پھر جون نہ آیا۔ نانک ہر کے درس سمایا

ارتھ:۔ اسی شخص کو دُنیا میں مبارک مخلوق شمار کرنا چاہیئے۔ جسکی زبان حمد و ثنائے الٰہی میں مصروف ہے۔ جو دُنیا میں آکر عارفان الٰہی کی صحبت میں بستے ہیں۔ (رہتے ہیں) وہ ہر روز محبت سے نام الٰہی کا ورد کرتے ہیں۔ وہ شخص نام الٰہی میں رنگا ہوا پیدا ہوتا ہے۔ جس پر وہ خالق موجودات رحم و فضل کرتا ہے۔ گورو صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ایسا شخص ایک ہی دفعہ دُنیا میں پیدا ہوتا ہے۔ اور آئیندہ پھر کسی جون میں نہیں جاتا۔ (تناسخ سے آزاد یا آواگون سے مُکت پا جاتا ہے) دیدار الٰہی میں محویت پاتا ہے۔

شلوک نمبر۔۱۴۔ یاس جپت من ہوئے انند بنسے دوجا بھاؤ

دُوکھ درد ترسنا بجھے نانک نام سماؤ

ارتھ:۔ جسکا ورد کرنے سے دل میں سُرور ہو۔ اور غیر کی محبت دُور ہو جائے۔ دُکھ درد اور خواہش (کی آگ) بجھ جائے۔ گورو صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ایسے نام الٰہی میں محویت پیدا کرو۔

پوڑی نمبر۔۱۴۔ بیا جارو درمت دوؤ۔ تسہ تیاگ سُکھ سہجے سوؤ

بیا جائے پرو سنت سرناں جیہہ آسرا یا بھوجل ترناں

بیا جنم نہ آوے سوؤ۔ ایک نام لے منہہ پروؤ

بیبا جنم نہ ہاریئے ۔ گورپورے کی ٹیک
نانک تبہ سکھ پائیا ۔ جا کے ہیرے ایک

ارتھ :۔ بیبا کے ذریعہ ہدایت ہے ۔ کہ بد عقلی اور دوئی کو جلا دو ۔ ان کو (بد عقلی اور دوئی کو) چھوڑ دے (جو باقی رہے) وہی سہج سکھ یا نربان پد یا عالم الہیت ہے ۔ بیبا کے ذریعہ یہ بھی ہدایت ہے ۔ کہ عارفان الہی کی پناہ میں جا پڑو ۔ جن کے آسرے اس خوف کے دریا کو تیر سکتے ہیں ۔ (یعنی عالم محسوسات سے باہر ہو سکتے ہیں) نیز اسی حرف کے ذریعہ یہ بھی ہدایت ہے ۔ کہ وہ شخص پھر جنم میں نہیں آتا ۔ (نجات پا جاتا ہے) جو ایک ہی نام الہی کو من میں (منکا کی طرح) پرو لے ۔ بیبا کے ذریعہ یہ بھی ہدایت ہے ۔ کہ اس جنم (انسانی زندگی) کو ہارنا نہ چاہیئے ۔ (غفلت سے لذاتِ فانی کی خواہش میں برباد نہ کرنا چاہیئے) گورو صاحب فرماتے ہیں ۔ کہ اس شخص نے راحت ابدی کو پا لیا ہے ۔ جس کے دل میں ایک پرمیشر ہے ۔ (غیر کوئی نہیں)

(باقی پھر)

حمد

پنڈت چانن رام جی وفا

اے خدائے پاک و برتر خالق ارض و سما ۔ مالک کُل کائنات و سرلے رب العلا
تو خداوندِ جہاں ، مالک ہے لوح و قلم کا ۔ تیرا بندہ کس طرح تیری کرے حمد و ثنا

کیونکہ

عجب ہی لیلا تیری تو لیلا دھر بھگوان ہے ۔ دیکھ کر انسان کی جسکو عقل حیران ہے
از زمین تا آسماں ، تیرا ہی پھیلا ہے ظہور ۔ شکتیاں ہیں سب تیری تو سرو شکتیمان ہے

التجا

مرے آقا مرے مولا ، عدل گستر مرے ٹھاکر ۔ پوجاری ہے مرا تن اور مرا من تیرا مندر
عطا کر دے فقط توفیق یہ اے ذاتِ پاک تر ۔ مٹا دے اپنی ہستی تیری خدمت میں ترا نوکر

دیگر

عزت نہیں رکھتے ہیں وہ حشمت نہیں رکھتے ۔ بندے ترے کچھ خواہش دولت نہیں رکھتے
رکھتے ہیں تو رکھتے ہیں فقط تیری تمنا ۔ ہم اس کے سوا کوئی بھی چاہت نہیں رکھتے

شان کریمی

تیری شانِ کریمی ہے کہ دیکر بھول جاتا ہے ۔ مگر تیرا گدا اے در پہ لیکر بھول جاتا ہے
کوئی کافر ہو یا مومن ، تجھے سب یاد رہتے ہیں ۔ مگر یہ آدمی ہی تجھکو اکثر بھول جاتا ہے

آسرے

چھوڑ کر در کو ترے جائے کہاں بندہ ترا ۔ تو ہی اے مولا ہے حاجتمند کا حاجت روا
جب کبھی مانگا پھیلا کر ہم نے دامن سامنے ۔ گوہرِ مقصود سے دامن ہمارا بھر دیا

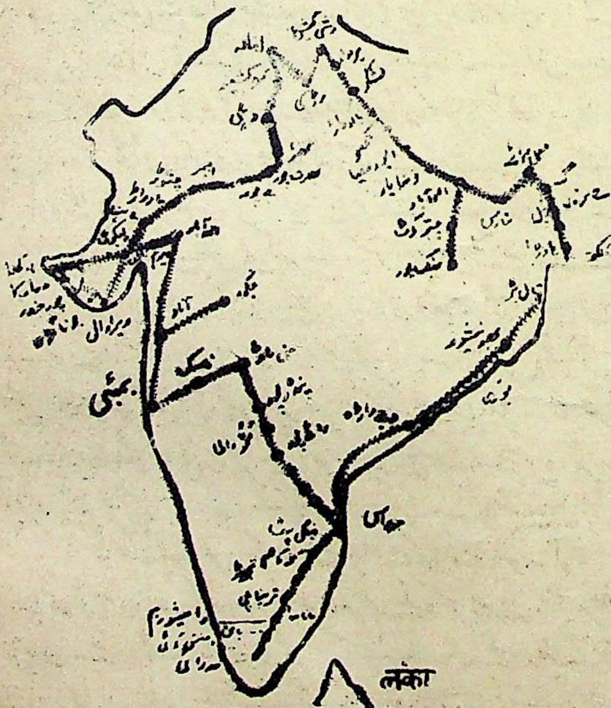
بے نیازی

مرے محبوب کے پاک و مقدس آستانے پر ۔ بشر تو کیا فرشتے بھی جھکا دیتے ہیں اپنے سر
بڑا وہ دینے والا ہے وہ دیکر بھول جاتا ہے ۔ کبھی خالی نہیں لوٹا کوئی سائل یہاں آ کر

بھارت ورش کے پرسدھ تیرتھوں اور تواریخی مقامات کی یاترا

بذریعہ ریل گاڑی 14 مئی 1964ء مطابق جیٹھ شدی تیج بروز بدھوار بوقت 5 بجے شام دہلی سے روانہ ہوگی اور ... بجے پورا جستھان ...

تیرتھ یاترہ کے کئی سادھن ہیں لیکن جو سو بھیدائیں ریل گاڑی کے ذریعہ ہو سکتی ہیں، وہ اور کسی سادھن سے پراپت نہیں ہو سکتیں بس اس لکش کو مدِ نظر رکھ کر ریل گاڑی کے ذریعہ یاترا کرنیکا پربندھ کیا گیا ہے۔ اس میں روپیہ کی حفاظت۔ اسباب کی چوکیداری۔ سونے کا انتظام مندروں اور ندیوں کے درشن اور اشنان میں ساودھانی۔ کیرتن بھجن اپدیش اور کھانے پینے کی سہولتیں۔ بیماری میں دوا دارو اور تیمارداری کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ پہلی یاتراؤں میں جن جن تکالیفوں کا سامنا کرنا پڑا تھا، انکواب کی دفعہ بالکل ختم کر دیا ہے کرایہ ریلوے کل /275 روپیہ فی یاتری اور اس میں ایڈوانس /25 روپیہ فی یاتری ہے۔ خواہشمند اپنی سیٹیں ریزرو کروانے کے لئے جلدی لکھیں۔ ورنہ سیٹیں پُر ہونے کے بعد موقع ہاتھ سے نکل جاوے گا۔



مکمل پروگرام کیلئے

کسی ایک نیچے پتہ پر خود یا پتر دوارہ لکھیں

(۱) رام راجیہ تیرتھ یاترا سمتی 8958 دیش بندھو گپتا روڈ پہاڑ گنج نئی دہلی۔ ہیڈ آفس ٹیلیفون 45233

(۲) میسرز جھبول برادرس "نارائن دھوپ والے" صدر تھانہ روڈ دہلی (برانچ)

(۳) رام راجیہ تیرتھ یاترا سمتی کھنی دینا ناتھ چاندپول بازار جے پور (راجستھان)

(۴) شری رادھے شیام شرما گڈلا پہاڑی پوسٹ آفس گڈلا کرولی (راجستھان)

(۵) سیٹھ ہیرالال ڈال چند 110 سمن بازار بھوگل جنگ پورہ نئی دہلی ٹیلیفون 75...

(۶) میسرز اونکار لال ناتھو لال پنساری رام پورہ بازار کوٹہ (راجستھان)



دِل سے دو باتیں

اے دِل۔ کیا کبھی تُو نے یہ بھی سوچا۔ کہ زندگی کا مقصد کیا ہے؟ کیا زندگی کا مقصد یہی ہے۔ جو تُو نے یقین کر رکھا ہے اور جس پر عمل بھی کر رہا ہے۔ یعنی صُبح سویرے اُٹھنا۔ ناشتہ کرنا۔ دوپہر تک دُنیاوی کاروبار کرکے پھر کھانا کھانا۔ پھر دُنیاوی کاروبار۔ پھر رات کا کھانا اور سو جانا۔ بس یہی ہے تیری زندگی کا آئینہ۔ کہ جس میں تُو اپنا مُنہ دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا ہے۔ اور خیال کر رہا ہے۔ کہ بڑے آنند کی زندگی گذر رہی ہے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔ کہ ؎ اب تو پُر لُطف ہے زندگی اپنی عاقبت کی خبر خُدا جانے۔

لیکن نہیں پیارے یہ تیری غلط فہمی ہے۔ تُو نے جو راستہ اختیار کر رکھا ہے۔ اس راستہ پر چلتے ہوئے منزلِ مقصود تک پہنچنا دشوار ہے۔ لیکن پیشتر اس کے کہ تو راستہ کے متعلق واقفیت حاصل کرے۔ پہلے اپنی منزلِ مقصود کا پتہ لے لے۔ شاستر اور مہاپرش کہتے ہیں کہ ہر انسان کی منزلِ مقصود خود انسان کے اپنے اندر ہی ہے۔ اس منزلِ مقصود کو کوئی تو ایشور درشن کہتا ہے۔ کوئی برہم گیان کہتا ہے کوئی آتم گیان کہتا ہے کوئی خود شناسی کہتا ہے کوئی خود آگاہی کہتا ہے۔ اور کوئی خُدا شناسی کہتا ہے۔ غرضیکہ نام مختلف ہوتے ہوئے بھی معنی ایک ہے۔ یعنی تیری منزلِ مقصود تیرا اپنا آپ ہی ہے۔ اور اسی اپنے آپ کو پانے کیلئے مہاپرش یا شاستر جو طریقہ۔ ودھی یا سادھن بتلاتے ہیں۔ وہ ہے اس کا راستہ اور منزلِ مقصود پر پہنچنے کیلئے ضروری ہے۔ کہ کسی واقف آدمی سے راستہ دریافت کیا جائے۔ اور اس راستہ پر پختہ دلی سے قدم بڑھاتے ہوئے اُس وقت تک آرام نہ کرنا چاہیئے جب تک منزلِ مقصود تک نہ پہنچ جاوے۔

مگر اے دِل۔ تُو نے تو ابھی اس راستہ پر قدم ہی نہیں رکھا۔ تیری زندگی کا مقصد تو فی الحال وہی نظر آ رہا ہے۔ جو تُو نے سمجھ رکھا ہے۔ کہ کھانا۔ کاروبار کرنا اور سو جانا۔ لیکن یہ کب تک۔ اگر اسی طرح ہی زندگی بسر کرتا رہا تو آخر میں پچھتانا پڑے گا۔ دستِ تاسف ملنا پڑے گا۔ مگر اس وقت کیا ہوگا۔ کچھ بھی نہیں۔ جو کچھ کرنا ہے۔ ابھی کرلے۔ دیکھ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔

؎ کل کرنتی آج کر آج کرنتی اب۔ جب پرلے ہو جائیگی پھیر کرے گا کب۔

لیکن تُو نے تو یہ یقین کر رکھا ہے۔ کہ میری موجودہ حالت ہمیشہ اس طرح قائم رہے گی۔ یہ دُنیاوی سکھ۔ یہ جسمانی صحت۔ یہ دوست احباب۔ وفادار یہ دھن دولت۔ وغیرہ اسی طرح میرے پاس ہمیشہ موجود رہینگے۔ مگر نہیں پیارے۔ یہ کبھی بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ تمام حالات اور واقعات ہمیشہ اسی طرح رہیں۔ دراصل تجھ پر اگیان کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ آنکھ پر جہالت کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔ اس لیئے تجھے حقیقی نظارہ نظر نہیں آتا۔ اور جو کچھ نظر آتا ہے۔ وہ ان بیرونی آنکھوں سے ہی نظر آتا ہے۔ اندر کی آنکھ سے نہیں۔ دیکھ ذرا توجہ اور گہرے وچار کے ساتھ دیکھ۔ کہ بھگوان کی کرپا سے اس وقت زندگی کے جو لوازمات از قسم دُنیاوی سُکھ۔ دھن دولت صحت رشتہ دار وغیرہ تجھے حاصل ہیں۔ تجھ سے پہلے کسی کے پاس نہیں تھے۔ اگر تھے تو کیا اب بھی اُن کے پاس اُسی صورت میں ہیں؟

اگر تُو ٹھنڈے دِل سے وچار کرے گا۔ تو تجھے ماننا پڑے گا۔ کہ یہ لوازمات لاتعداد انسانوں کے پاس تھے۔ مگر اس وقت وہ اُن کے پاس تو نہیں۔ بلکہ دوسرے لاتعداد انسانوں کے پاس ہیں۔ مثلاً اس وقت جو یہ بوڑھے بزرگ تجھ کو نظر آ رہے ہیں۔ کبھی وقت نوجوان تھے۔ وقت تھا جب یہ بھی اکڑ کر چلا کرتے تھے۔ مگر اب لاٹھی کے بغیر ایک قدم چلنا بھی دشوار ہے۔ وقت تھا جب یہ جوانی کے نشہ میں مخمور سینہ تان کر چلتے تھے۔ مگر اب سینہ تو بجائے خود اپنی کمر تو سیدھا کرنے کی ہمت نہیں۔ وقت تھا جب یہ اپنی گرج دار آواز سے لوگوں کے دِل ہلا دیا کرتے تھے۔ مگر اب آواز اتنی کمزور اور نحیف ہے کہ پوری طرح سے بات بھی سمجھ میں نہیں آتی۔ غرضیکہ جوانی دیوانی

کے تمام غرور، اکڑاؤ اور مستیاں جوانی کے ساتھ چلی گئیں۔ اب بھی جسم تو وہی ہے۔ مگر قدرت کے انتظام کے ماتحت غرور کی بجائے انکساری، اکڑاؤ کی بجائے نرما تا۔ اور مستیوں کی بجائے مایوسیاں چھا رہی ہیں۔ وہ شریر جس کی طاقت۔ خوبصورتی علم و ہنر پر ناز تھا۔ اب بوجھ معلوم ہوتا ہے۔ اس عالم پیری میں وہ دوست احباب جو جوانی میں جان تک قربان کرتے تھے اب مُنہ دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ اس بے کسی اور بے بسی کی حالت میں انسان چاہتا ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے۔ یہ شریر چھوٹ جائے تو اچھا ہے۔ تاکہ موجودہ تکلیف سے تو نجات حاصل ہو گی۔ مگر ایسا ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ انسان جو کچھ کرم بھی پچھلے جنم میں کر چکا ہے۔ اس کا پھل تو ضرور ہی بھوگنا پڑے گا۔ جو قرض اٹھایا گیا ہے۔ وہ اُتارنا پڑیگا جو فصل کاشت کی گئی ہے۔ وہ کاٹنی ہو گی۔ جب تک پچھلا حساب بیباق نہیں ہوتا۔ تب تک تو جیو اور شریر کا ساتھ چلتا ہی رہے گا۔ لیکن جونہی پچھلا حساب ختم ہوا۔ تب شریر چھوٹنے میں ایک لمحہ کی بھی دیر نہیں ہوتی۔ بغیر سابقہ جنم کے کرموں کا پھل بھوگنے یعنی قرضہ اتارنے کے اور کسی بھی تدبیر سے یا کوشش سے چھٹکارا مشکل ہے۔

کہتے ہیں۔ کہ ایک شخص جو ریچھ نچا کر گذر اوقات کیا کرتا تھا۔ پھرتا پھراتا ایک ایسی جگہ پہنچا۔ کہ جہاں ایک مہاں پُرش اپنے ست سنگیوں اور چیلوں کے ہمراہ بیٹھے ست سنگ وارتالاپ کر رہے تھے فقیر نے دیکھا۔ کہ یہ مہاں پُرش ہیں۔ چہرے پر شانتی اور نور برس رہا ہے۔ کئی معتقد پاس بیٹھے ہیں۔ خیال آیا کہ ذرا ان کو بھی اپنے ریچھ کے کرتب دکھاؤں۔ آشا ہے کہ یہاں سے اچھے پیسے مل جائیں گے۔ یہ سوچ کر فقیر اس مہاں پُرش کے سامنے گیا۔ نمسکار کی۔ اور کہا کہ مہاراج اگر آپ آگیا دیں۔ تو میں آپ کو اپنے سدھائے ہوئے ریچھ کے کرتب دکھاؤں۔ مہاتما جی نے آگیا دیدی۔ اور فقیر نے کرتب دکھانے شروع کئے۔ تھوڑی دیر تک کرتب دیکھنے کے بعد مہاتما جی کی آگیا سے کرتب بند ہو گیا۔ اور بیچارہ ریچھ ہانپتا کانپتا ایک طرف بیٹھ گیا۔ مہاتما جی نے اپنے ایک شِشیہ کو کہا کہ اس فقیر کو تیس روپیہ سوا چھ آنے دیدو۔ فقیر نے سُنا تو حیران رہ گیا۔ فقیر کا وچار تھا۔ کہ روپیہ دو روپیہ مل جائینگے۔ مگر یہ تو تیس روپیہ سوا چھ آنہ دے رہے ہیں۔ بھلا کیوں؟ فقیر ابھی یہ بات سوچ رہا تھا۔ کہ مہاتما جی کا شِشیہ رقم لیکر آیا۔ اور فقیر کے ہاتھ پر رکھدی۔ اب مہاتما جی نے فرمایا۔ کہ اے فقیر ہم نے یہ رقم تیرے ریچھ کو بھگوان کے نام پر دی ہے۔ اور بخشش دی ہے۔ ادھار نہیں دی۔ مہاتما جی کے مُنہ سے یہ شبد نکلنے کی دیر تھی۔ کہ اسی لمحہ وہ ہانپتا کانپتا ریچھ ٹھنڈا ہو گیا۔ گردن ایک طرف کو لڑھک گئی۔ اور پران پکھیرو شریر سے اُڑ گئے۔ فقیر نے دیکھا۔ کہ ریچھ تو مر گیا ہے۔ اور رونے لگا۔ کہا کہ مہاتما جی یہ کیا بات ہوئی۔ میری تو روزی ماری گئی۔ میں تو اسی ریچھ کے ذریعہ ہی روزی کماتا تھا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتا تھا۔ اب میں کیسے کرونگا؟ میں اچھا آپ کے پاس آیا۔ کہ اپنی روزی کا ذریعہ بھی ختم ہو گیا۔ فقیر کی یہ بات سُن کر مہاتما جی مسکرائے۔ اور فرمایا۔ کہ رونے اور فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ دراصل بات یہ ہے۔ کہ ہم کو یوگ سدھی سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس ریچھ نے پچھلے جنم کا جو قرضہ تم کو دینا تھا۔ اس میں سے باقی تیس روپیہ سوا چھ آنہ رہ گئے ہیں۔ اور وہی رقم تمہیں چکا رہا ہے۔ ہمیں خیال آیا۔ کہ اس طرح پیسہ پیسہ دو دو پیسے مانگتے مانگتے یہ رقم کب تک پوری ہو گی۔ اور کب اس بیچارے ریچھ کو اس جُونی سے چھٹکارا حاصل ہو گا۔ کیوں نہ ہم ہی یہ رقم بھگوان کے نام پر ریچھ کو دیدیں۔ تاکہ اس کا چھٹکارا ہو۔ چنانچہ ہم نے یہ رقم اس کو بطور بخشش کے دیدی ہے۔ تمہارا قرض ادا ہو گیا۔ اب اسی کا زندہ رہنے کا کوئی کارن باقی نہیں رہا تھا۔ اس لیے اس کے پران چلے گئے۔ ہاں اگر ہم یہ رقم نہ دیتے تو جب تک ریچھ تمہارا قرضہ نہ اُتار لیتا۔ یہ تمہارے پاس رہتا۔ یہ قرضہ خواہ ایکدن میں اُترتا۔ خواہ کئی سال میں۔ اور قرضہ اترنے کے بعد اس نے تمہارے پاس رہنا نہیں تھا۔

فقیر اور دیگر ست سنگیوں نے مہاتما جی کے یہ وچن سُنے۔ تو دل پر اثر ہوا۔ اور اس بات کا یقین آگیا۔ کہ دراصل یہ سنسار لین دین کے سہارے چل رہا ہے۔ یہاں جو بھی کاروبار ہو رہے ہیں۔ سب پچھلے جنموں کے سنسکاروں اور لین دین کا نتیجہ ہے۔ جو بھی شریر یہاں آیا ہے۔ وہ اپنا لین دین ختم کر کے یہاں سے چلا ہی جائے گا

(باقی پھر)



اس دُنیا میں رہتے رہتے بیتے ستر سال
کھان پان کا رہا نہ ٹوٹا جیب رہی کنگال
ٹوٹے دانت ہوا مُنہ ایسا جیسے ہو ننگال
جُگ جُگ جیو دندان سازو کرتے بڑا کمال
بُرا ضعیفی میں ہوتا ہے لوگو سب کا حال

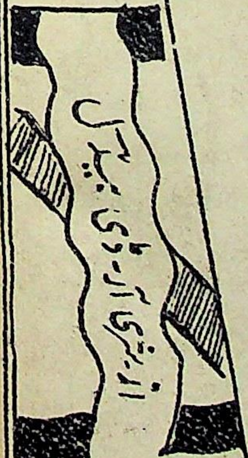
سر کے بال ہوئے سب ایسے جوں چاندی کے تار
مطلب کی سب دُنیا دیکھی ہر سُو آنکھ پسار
عشق میں تیرے جس نے چھوڑا اپنا گھر بار
پھبتی اس پر لوگ اڑاتے طعنے دیتے یار
تنہائی میں انساں رونا ہو جب دُکھ اپار

اوبڑ کھابڑ رستے لانگھے بڑے بڑے طوفان
حرص دہوا سے بچا نہ کوئی پھکڑ اور سلطان
تیرے غم میں روتے روتے جیو ہوا ہلکان
کہاں سویا تو کا ہنا جاکر ایسی لمبی تان
تیری نگری میں ہے بستی انتو میری میان

محل دو محلے چھوڑے اپنے جنگل کُٹیا چھائی
تیرے ہی ملنے کی خاطر انگ بھبھوت رمائی
کہیں پکارے جاکر بابا کہیں پکارے مائی
مایا ڈائن پھر بھی دیکھو پیچھے دوڑی آئی
ٹھوکر کھا کر پھر بھی ہم نے کوئی راہ نہ پائی

نربل پر سب رُعب جماتے یاں دیکھو بلوان
مجھ کو دنیا ایسی لگتی جیسے ہو شمشان
ہیں کنگال یہاں کے باسی اک تو ہی دھنوان
من مندر میں تیرا بسیرا کب ہوگا بھگوان
تیرے ہاتھوں مرتے دیکھے بڑے بڑے شیطان

تجھ سے ہی ارداس لگاتے کہتے دینِ دیال
کوئی نٹور ناگر کہتا، کوئی مدن گوپال
روتے روتے غم میں تیرے حال ہوا بے حال
ناؤ پڑی ادھبر میں میری اسکو تو ہی سنبھال
اس دُنیا میں بیدل کا ہے رہنا بڑا محال



رگھوپتی راگھو راجہ رام۔ پتت پاون سیتا رام۔ ایشور اللہ تیرے نام سب کو سدگتی دے بھگوان

رام بھگت گاندھی جی

از قلم ڈاکٹر راج بہادر ورما راز بریلوی

جب تصور میں تیری تصویر کو لاتا ہوں میں
نام لے کر تیرا اکثر اے محبِ قلب و جان
جب کوئی عقدہ ریاست کا نہیں ہوتا ہے حل
تو نے سکھلایا تھا تجھ کو ایک درس سادگی
تو نڈر۔ بے خوف تھا۔ ایمان صداقت تھا تیرا
حریت کا تو نے جو نغمہ سنایا تھا مجھے
تیری تحریکوں کا چرچا ہے جہاں ہوش نہیں
آسرا رکھ کر تیرے ہنستے ہوئے جلووں کا آج

پیکرِ کیفِ حقیقت سامنے پاتا ہوں میں
پرچم بھارت کو بام در پہ لہراتا ہوں میں
تیرے وعظِ حق کے عنوانوں کو دہراتا ہوں میں
نقش پرور زندگی کو آج اپناتا ہوں میں
تیرا پیرو ہو کے بھی کیوں ٹھوکریں کھاتا ہوں میں
ہو کے مست کیف اسکو بھولتا جاتا ہوں میں
تیرے افسانوں میں درسِ زندگی پاتا ہوں میں
گردشِ تقدیر کی ظلمت کو چمکاتا ہوں میں

بیکسوں پر دیکھتا ہوں راز جب جور و ستم
ان فلک آسا چٹانوں سے بھی ٹکراتا ہوں میں

احمد شاہ ابدالی کی لوٹ مار۔



احمد شاہ دُرّانی نے ہندوستان پر جو حملے کیئے اور اُن کے دوران میں لوٹ مار کا جو بازار گرم کیا۔ اس کے متعلق اس مضمون میں چند واقعات ہی پیش کیئے جاسکتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم تاریخ کی روشنی میں دلّی کی لوٹ مار کا ایک واقعہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔

مغل شہنشاہ عالمگیر ثانی کے عہد میں احمد شاہ دُرانی پہلی بار ایک جرار لشکر کے ساتھ دہلی پہنچا۔ مغل سلطنت کی راجدھانی میں احمد شاہ کی پیشقدمی کی خبروں سے ہیجان پیدا ہوگیا۔ عالمگیر ثانی وزیر غازی الدین امداد الملک کے ہاتھ میں کٹھ پتلی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ اور وزیر کی اپنی حالت یہ تھی۔ کہ وہ خوف سے کانپ رہا تھا۔

وزیر غازی الدین کے پاس چونکہ شہر کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ تھا۔ اس لئے اُس نے آئی بلا کو ٹالنے کے لئے ڈپلومیٹک گفت شنید سے کام لینے کی کوشش کی۔ چنانچہ ۲۰ دسمبر ۱۷۵۶ء کو اس نے آغا رضا خاں کو دو لاکھ روپے کے تحائف دیکر ابدالی کے پاس بھیجا تاکہ وہ دہلی پر حملہ کرنے کا خیال ترک کردے اس دوران میں دہلی میں اطلاع موصول ہوئی کہ احمد شاہ نے پنجاب پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اس کا جرنیل جہان خاں دہلی کی طرف بڑھ رہا ہے اس سے دہلی کے لوگوں میں سخت خوف و ہراس پھیل گیا۔ اور وہ بھاگ کر متھرا میں جو راجہ سورج مل جاٹ کی قلمرو میں تھا۔ پناہ لینے لگے۔ ۲۵ اپریل کو وزیر نے سرکردہ درباریوں کی کانفرنس بلائی۔ تمام کی رائے تھی۔ کہ شہنشاہ کی قیادت میں حملہ آور سے لوہا لینا چاہیئے۔ لیکن اس دوران میں اطلاع موصول ہوئی۔ کہ دُرانی کے افغان سردار حسن خاں نے سرہند پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس سے دہلی میں حالات زیادہ بگڑ گئے۔ لوگوں نے بے تحاشہ شہر سے بھاگنا شروع کر دیا۔ احمد شاہ ابدالی نے سونی پت کے قریب اپنا کیمپ لگا دیا۔ ۱۹ جنوری کو وزیر امداد الملک اپنے مصاحبوں کے ہمراہ شاہ سے ملنے گیا۔ ۲۰ جنوری کو شاہ کا کیمپ نریلا میں منتقل ہوگیا۔ یہاں وزیر غازی الدین امداد الملک نے اس سے ملاقات کی۔ اور دو کروڑ تاوان کی ادائیگی پر سمجھوتہ ہوگیا۔ ۲۲ جنوری کو شاہ دُرانی دہلی پہنچا۔ مغل دربار کے معتمد سردار روں نے اس سے دہلی کے تخت پر اپنے بیٹے تیمور کو بٹھلانے کی استدعا کی۔ کیونکہ شاہ اس کے لئے خود تیار نہ تھا۔ لیکن وہ عالمگیر ثانی کو تخت سے اُتارنے کے لئے تیار نہ ہوا۔ کیونکہ اس کا مقصد ہندوستان میں کوئی مستحکم حکومت بنا کر امن قائم کرنا نہیں تھا۔ بلکہ اس ملک سے دولت کے انبار اپنے ہمراہ لے جانا تھا۔

۲۷ جنوری کو دُرّانی کا جرنیل عالمگیر ثانی سے ملاقی ہوا۔ اور انہیں اطلاع دی۔ کہ کل احمد شاہ دُرّانی لال قلعہ میں داخل ہوگا۔ اس اطلاع کے ملنے کے بعد کوتوال شہر نے شہر میں منادی کروائی۔ کہ شاہ کے جلوس کے دوران میں کوئی ہندوستانی بازار یا اپنے مکان کے چھجے پر کھڑا نہ ہو۔ (تاریخ امداد الملک تاریخ عالمگیر ثانی) عالمگیر ثانی نے فتحپوری مسجد کے قریب فاتح کا استقبال کیا۔ اور توپوں کی گرج کے ساتھ شہر میں اس کے داخلہ کا اعلان کیا گیا۔ اہل دہلی اپنے گھروں کے تہ خانوں میں داخل ہوگئے۔ کسی مکان سے کوئی آواز تک بلند نہیں ہوتی تھی۔ چاروں طرف ہُو کا عالم تھا۔ قلعہ میں داخل ہو کر شاہ اور اس کے حرم نے شاہی محلات پر قبضہ کر لیا۔ اور افغان فوج نے شہر میں داخل ہو کر جی بھر کر لوٹ مار کی۔

(۲) اب احمد شاہ ابدالی کی ہوسِ زر کی روئداد شروع ہوتی ہے۔ وزیر غازی الدین امداد الملک کو حکم دیا گیا۔ کہ انہوں نے جو شاہی دولت اور جواہرات اپنی حویلی میں جمع کر رکھے ہیں۔ وہ افغان خزانہ میں جمع کرائیں۔ لیکن غازی الدین اس کے لئے تیار نہ ہوا۔ اس لئے اس کی سخت توہین کی گئی۔ اور اس کے معتمدوں کو لاٹھیوں سے مارپیٹ کی گئی۔ بالآخر اس کے مکان سے تین کروڑ روپے کے زیورات اور تین لاکھ اشرفیاں (ایک اشرفی کی مالیت ۱۶ روپے تھی) برآمد کر لی گئیں۔ دوسرے روز نئے وزیر انتظام الدولہ کی باری آئی۔ اس سے وزارت کے عوض دو کروڑ روپیہ طلب کیا گیا۔ لیکن اس نے پہلی قسط کے طور پر ایک کروڑ روپیہ ادا کرنے میں معذوری ظاہر کی۔ وہ یہ اقرار کرنے کیلئے تیار نہیں تھا کہ

اس کی حویلی میں آباؤ اجداد کی جمع کی ہوئی بے انداز دولت کا مدفون خزانہ موجود ہے۔ بالآخر وزیر انتظام الدولہ کو درانی کے روبرو پیش کیا گیا۔ درانی نے کہا۔ کہ اگر تم نے آج ایک کروڑ روپیہ کی رقم ادا نہ کی۔ تو تمہیں ٹکٹکی سے باندھ کر بید زنی کی سزا دی جائے گی۔ کیونکہ میری اطلاع ہے۔ کہ تمہارے پاس ۲۰ کروڑ روپیہ ہے۔ میں اس میں سے صرف دو کروڑ روپیہ کا طلبگار ہوں۔ وزیر انتظام الدولہ نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا کہ خزانہ کا علم میری ماں شولا پوری بیگم کو ہے۔ چنانچہ بڑھیا بیگم کو شاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ شاہ نے اس سے کہا۔ کہ اگر خزانہ کا پتہ بتا دو۔ تو بہتر ورنہ تمہاری انگلیوں میں کیل ٹھونک دیئے جائیں گے۔ بیگم نے کہا مجھے مدفون خزانہ کے محل وقوع کا علم نہیں ہاں اتنا جانتی ہوں۔ کہ وہ حویلی میں دبا ہوا ہے۔ تاریخ احداد الملک کے مصنف نے لکھا ہے۔ کہ تین روز تک حویلی کی کھدائی جاری رہی۔ اور اس میں سے تین کروڑ کا مال برآمد کیا گیا۔ عینی شاہدوں کا بیان ہے۔ کہ زمین کے نیچے سے آدمی کے قد کے برابر سونے کی ۲۰۰ سلاخیں برآمد ہوئیں جو اہرات ان کے علاوہ تھے شاہ نے اس تمام پر قبضہ کر لیا۔

صرف یہی نہیں، حویلی سے واپس جلتے ہوئے افغانوں نے حرم سرائے سے ۱۰۰ حسین لڑکیوں اور عورتوں کو جمع کیا۔ اور اپنے ہمراہ لے گئے۔ لیکن بعد ازاں ان سو میں سے حسین ترین عورتوں کو منتخب کر کے باقی کو حرم سرا میں واپس بھیج دیا۔

اتنا مال حاصل کرنے کے بعد بھی احمد شاہ کی حرص و ہوس کی آگ فرو نہ ہوئی۔ چنانچہ شہر کے امرا کے گھروں میں دولت کی تلاش شروع ہوئی۔ تمام امرا کی حویلیوں کو کھود ڈالا گیا۔ یہاں تک کہ کوتوال شہر فولاد خاں بھی شاہ کے قہر سے نہ بچ سکا۔ جو بھی چیز ہاتھ میں آئی۔ قبضہ میں لے لی گئی۔

اس کے بعد شہر کے ہر گھر پر تاوان لگا دیا گیا۔ تاریخ عالمگیر ثانی کے مصنف کا کہنا ہے کہ شہر کے ہر بازار میں فوج کے ساتھ ایک کلاہ پوش سردار کو تعینات کر دیا گیا۔ تمام مکانوں کو گن گن کر ان سے تاوان طلب کیا گیا اور مار پیٹ معمولی بات بن گئی۔ لوگوں نے جسمانی اذیت سے بچنے کے لئے زیورات، برتن اور کپڑے تک فروخت کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کوئی خریدار نہ تھا۔ سونے کا نرخ آٹھ روپے تولہ ہو گیا۔ برتن روپے کے تین سیر بکنے لگے۔ کئی لوگوں نے مفلسی کی وجہ سے زہر کھا لیا۔ بےشمار لوگ افغان سپاہیوں کے مظالم سے مر گئے۔ جن گھروں نے تاوان ادا کر دیا۔ انہیں بھی لوٹ لیا گیا۔ شہر کا ایک بھی آدمی ایسا نہ بچا جسے تختۂ مشق ستم نہ بنایا گیا ہو۔ ایک بار وصولی کے بعد دوسری بار مطالبہ کیا گیا۔

دولت کی ہوس :-

دولت کی ہوس اس وقت دنیا میں بڑی خرابی مچا رہی ہے۔ دنیا میں جدھر دیکھو۔ طمع۔ حرص، کینہ و حسد۔ کشت و خون کا بازار گرم ہے۔ بھائی بھائی کا دشمن۔ باپ بیٹے کا بیری۔ شوہر بیوی کا مخالف۔ یہ سب کس لئے ؟۔ اسی جائداد کے لئے۔ اسی دولت کے لئے۔ اس کے ہاتھوں جتنا ظلم ہوا۔ ہو رہا ہے۔ اور ہو گا۔ وہ ناقابل بیان ہے۔ یہی وہ کھیت ہے جہاں دغا اور فریب کے پودے لہراتے ہیں اسی نے ہی انسانوں کو حیوانوں سے بھی بدتر بنا دیا ہے۔ اسی دولت کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ دولت کی بے پناہ خواہش انسان کو منوا لا بنا دیتی ہے۔ حرص کے نشہ میں مدہوش ہو کر دوسرے لوگوں کے دکھ سکھ کا کسے خیال رہتا ہے۔ امیر اپنے عیش و آرام کیلئے غریبوں کا پیٹ کاٹتے ہیں۔ ان کی جھونپڑی کو گرا دیتے ہیں۔ وہ نہیں سمجھتے۔ کہ دولت سدا قائم نہیں رہتی۔ وہ تو چلی ہی جائیگی۔ لیکن غریب کی آہ بربادی کا باعث بنیگی کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎ مت ستا ظالم کسی کو مت کسی کی آہ لے۔ دل کے دکھ جانے سے نادان عرش بھی ہل جاتا ہے

دولت کا نشہ انسان کو حیوان بنا دیتا ہے نیک خصائل سے عاری کر دیتا ہے آنکھوں پر خمار اور دل پر پردہ چھا جاتا ہے۔ اسلئے دولت کی ہوس چھوڑ کر اس کو دھرم کے کاریوں میں لگایئے۔ تاکہ آپ کا منش جنم سپھل ہو۔

رعونتِ آدم

نتیجۂ فکر شری جوندلال شاد منشی فاضل فیروز پور چھاؤنی۔

جسے تھا فخر حق کی بندگی پر — جو جاں دیتا تھا حکمِ ایزدی[1] پر
تھا جس کا فرض بننا معرفت جو[2] — اور ہوتا مفتخر[3] روشندلی پر
بڑا افسوس ہے یہ ابنِ آدم[4] — تکبر کر کے اپنی برتری پر
یہ بن کر دوسروں کے حق میں غاصب[5] — فدا ہو کر یہ جنگِ زرگری[6] پر
اب ہو چکا ہے اتنا کور باطن — کمربستہ ہے فتنہ پروری پر
یہ ہو کر رُوکشِ تلقینِ موسےٰ[7] — ہے شیدا دل سے سحرِ سامری[8] پر
یہ طیارہ شکن توپیں یہ راکٹ — ہیں شاہد اس کی اس خیرہ سری[9] پر
اور ایٹم بم مہلک تارپیڈو — سیاہ دھبے ہیں اس کی زندگی پر
بنا کر اتنے سامانِ تباہی۔ — ہے نازاں پھر بھی علم و آگہی پر
بڑا بے تاب ہے اُڑ کر زمیں سے — پہنچ جائے سپہرِ ہفتمی[10] پر
یوں کھو کر اپنے سب اخلاقِ حسنہ[11] — مٹا جاتا ہے فتنہ گستری پر
بدانندہ[12] رموزِ کیف و کم[13] کا۔ — نہیں آگاہ اپنی اس کمی پر
نہیں یہ عالمِ اسرارِ قدرت — عبث فاخر[14] ہے ایسی برتری پر
ذرا اس کی یہ شوخی دیکھئے گا — اُتر آیا ہے کس بے دانشی پر
یہ خاکی۔ ناتواں۔ مجبور۔ فانی — ہے آمادہ خدا سے ہمسری پر
ملائک[15] ہو رہے ہیں غرقِ حیرت — اے شاد اب اس کے شیوۂ کافری پر

۱۔ پرماتما کا حکم۔ ۲۔ پرماتما کے گیان کا خواہشمند۔ ۳۔ فخر کرنے والا اترانے والا۔ ۴۔ انسان۔ ۵۔ ظلم سے دوسروں کا حق چھین لینے والا۔ ۶۔ مال اور دولت حاصل کرنے کے لئے لڑائی۔ ۷۔ مشہور پیغمبر کا نام ہے۔ ۸۔ حضرت موسےٰ کے زمانے میں ایک چالاک آدمی تھا جس نے چالاکی اور فریب سے حضرت موسےٰ کی اُمت کو اپنا پیرو بنا لیا۔ ۹۔ شوخی۔ حماقت۔ ۱۰۔ ساتواں آسمان ۱۱۔ نیک عادات۔ ۱۲۔ جاننے والا۔ ۱۳۔ منطقی مسائل کوئی چیز کیسی ہے۔ اور کتنی ہے۔ ۱۴۔ اترانے والا۔ ۱۵۔ فرشتے

ناردرن ریلوے

نوٹس

بڑی اشیائ اور اسباب کی بکنگ اور بار برداری

وقتاً فوقتاً اس امر کی ہدایات کے باوجود یہ دیکھا گیا ہے کہ مسافر اب بھی بھاری بکس ٹرنک اور سوٹ کیس وغیرہ اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کمپارٹمنٹ کے دوسرے مسافروں کو بیحد تکلیف ہوتی ہے۔

اس لئے انڈین ریلویز کانفرنس ایسوسی ایشن کے رول ۵۰۶ کوچنگ ٹیرف نمبر 18 پارٹ I میں یکم اگست 1963ء سے ترمیم کی گئی ہے۔ جس میں درج ہے۔

506 لگیج انچارج آف ایر کنڈیشنڈ اینڈ فرسٹ کلاس پسنجرز

کوئی مسافر گاڑی میں صرف ایسی چھوٹی اشیائے جائے۔ جو سفر کے دوران اُسے اپنے ذاتی استعمال کے لئے مطلوب ہوں اور جو گاڑی میں دوسرے مسافروں کو بے آرام کئے بغیر رکھی جاسکیں۔ یا گاڑی میں بیٹھنے/سونے یا آزادانہ نقل و حرکت میں رکاوٹ پیدا نہ کریں۔

ٹرنک سوٹ کیس اور بکس باہر سے پیمائش میں ۷۰ سنٹی میٹرز لمبائی، ۵۰ سنٹی میٹرز چوڑائی اور 25 سنٹی میٹرز اونچائی میں ہوں۔ انہیں مسافروں کے کمپارٹمنٹ میں لے جانے کی بجائے بریک وین میں لے جانا چاہئیے۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں ایسے مسافروں سے پورے وزن کے مطابق فری الاؤنس مجرائی دیئے بغیر الگ کرایہ چارج کیا جائے گا۔ ایسے پیکیجز دوران سفر لے جاتے ہوئے معلوم ہونے پر باقی سفر کے لئے انہیں گاڑی کے بریک وین میں ٹرانسفر کر دیا جائے گا۔ صرف اس فاصلہ پر فری الاؤنس کی اجازت ہوگی۔ جو کہ ایسے پیکیجز بریک وین میں لے جائے جائیں گے پسنجر کمپارٹمنٹ میں فاصلے کے لئے ایسے پیکیجز لے جانے کی صورت میں کسی قسم کا فری الاؤنس مجرائی نہیں دیا جائے گا۔ اور وزن پر پورا واجب کرایہ وصول کیا جائے گا۔

البتہ مندرجہ بالا رولز اس مال پر لاگو نہ ہوں گے۔ جو ایک پارٹی کے نام پر ریزرو شدہ سالم کمپارٹمنٹ میں لے جایا جاویگا۔ اور نہ ہی بستربند ٹوکریوں، ہینڈ بیگ، چھتریوں، چھڑیوں، صراحیوں وغیرہ پر لاگو ہوں گے۔

اشیائ جو کلاز (1) تا (4) آف رولز 505 آف انڈین ریلویز کانفرنس ایسوسی ایشن کوچنگ ٹیرف نمبر 18 پارٹ I کی ذیل میں آتی ہیں۔ وہ کسی حالت میں بھی مسافروں کو اپنے ساتھ بطور اسباب نہ لے جانی چاہئیں۔ تمام اشیائ جو گاڑی میں لے جائی جائیں گی وہ مسافروں کی اپنی ذمہ داری پر ہوں گی۔

اگر کوئی شخص اس رول کی خلاف ورزی کریگا اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔

یہ رولز (506) سیکنڈ اور تھرڈ کلاس مسافران پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔ اور اس رول کے ہیڈنگ میں ذیل کی ترمیم کی جائے۔

506 (1) لگیج انچارج آف سیکنڈ اینڈ تھرڈ کلاس پسنجرز۔

چیف کمرشل سپرنٹنڈنٹ

فدایانِ وطن کا نعرۂ مستانہ



عدو کے مٹانے کا پیماں کرینگے
ہم اپنی حفاظت کا ساماں کرینگے

پئیں گے بصد شوق جامِ شہادت
وطن کے لئے جان قرباں کرینگے

بنائیں گے محنت سے قسمت وطن کی
سبھی مشکلیں اِس کی آساں کرینگے

نہ بھولے گا تا حشر جن کو زمانہ
جہاں میں وہ کارِ نمایاں کرینگے

مٹا دیں گے نفرت کی تاریکیاں ہم
چراغ محبت فروزاں کرینگے

طرب خیز نغموں کی تانیں اُڑا کر
حزیں ہیں جو دل اُن کو خنداں کرینگے

ہٹینگے خوشی سے ہر اک غم کو لیکن
وطن کے ہر اک غم کا درماں کرینگے

کسی کو بھی شکوہ نہ ہوگا کسی سے
ہم اِس طور تنظیم دوراں کرینگے

چراغِ وفا ہر قدم پر جلا کر
رہِ عشق میں ہم چراغاں کرینگے

کھلائینگے گلہائے راحت وطن میں
اِسے پھر سے رشکِ گلستاں کرینگے

قسم ہے دل و جاں کی اپنے وطن پر
دل و جاں سے قرباں دل و جاں کرینگے

وطن سے مٹائینگے رنگِ خزاں ہم
یہاں اہتمامِ بہاراں کرینگے

وفا سے عبادت ہے اپنا فسانہ
اِسی لفظ کو زیب عنواں کرینگے

نئی رُوح پھونکیں گے انکے دلوں میں
فسردہ دلوں پر یہ احساں کرینگے

کرینگے دل و جاں سے خدمت وطن کی
ہم اِس کی ترقی کا ساماں کرینگے

حقیقت ہے کیا مال و دولت کی روشن
وطن پر نچھاور دل و جاں کریں گے

ناردرن ریلوے

نوٹس

مورخہ یکم اپریل ۱۹۶۶ء سے ٹائم ٹیبل میں عام تبدیلی کی جا رہی ہے اور چند شرو گاڑیوں کی رفتار تھوڑی تیز کر دی گئی ہے۔ خاص خاص تبدیلیاں حسب ذیل ہیں۔

۱- نئی گاڑیاں جو جاری کی گئیں۔

(i) ایک گاڑی امرتسر اور اٹاری کے مابین ہر دو اطراف سے (۹ اے اے / ۱۰ اے اے)

(ii) ایک گاڑی ملتان روڈ اور مارتانیٹی کے مابین ہر دو اطراف سے (۷ جے ایم ایم / ۸ جے ایم ایم)

(iii) ڈیزل ریل کار صدر بازار اور گڑھی ہرسرو کے مابین ایک چکر ہر طرف سے (۱ بی ڈی جی / ۲ بی ڈی جی)

(iv) ایک گاڑی فیروز پور اور فاضلکا کے مابین ہر دو اطراف سے (۷ ایف ایف / ۸ ایف ایف)

(v) نئی دہلی اور مدراس کے درمیان ہفتہ میں دو روزہ سدرن ایکسپریس گاڑیاں (۲۱ ڈاؤن / ۲۲ اپ)

۲- گاڑیاں جن میں توسیع کی گئی۔

۱ ڈی جے / ۲ ڈی جے جو دہلی اور جیند کے مابین چلتی ہیں، جاکھل سے اور تک بڑھا دی گئی ہیں۔

۳- نئے سٹیشن جو مسافروں کے ٹریفک کیلئے کھولے گئے ہیں۔

(i) پیلی کھاس، میرٹھ چھاؤنی اور دورالہ کے مابین۔

۴- گاڑیاں جن کی رفتار تیز کی گئی ہے۔

(i) ۹۴ ڈاؤن جودھ پور میل مابین جودھ پور ڈیگانہ اور رتن گڑھ چلور سکشن ۷ منٹ

(ii) ۹۳ اپ جودھ پور میل مابین چورو رتن گڑھ اور ڈیگانا جودھ پور سکشن ۱۴ منٹ

۵- نئے ٹھہراؤ جو مہیا کئے گئے۔

(i) ۱ اے ٹی ایف کا ٹنڈا اولی پر

(ii) ۳۵۴ ڈاؤن کا دہلی آزاد پر

(iii) ۶ ایم ڈی کا صاحب آباد پر

(iv) ۳۹ اپ / ۴۰ ڈاؤن کا اچالدا پر

(v) ۳۹ اپ کا بارہن پر

(vi) ۹ اپ کا انجی شاہ آباد پر

(vii) ۳۷۲ ڈاؤن کا پیلی کھاس پر

(viii) ۱۱۲ اپ کا اجگاین پر

(ix) ۱ جے جے بی / ۲ جے جے بی کا جسیم ہالٹ پر

(x) ۲ ایف ٹی ڈی کا ہرن گاؤں، ستاوالی اور مہراولی پر

(xi) ۱۴ اپ کا دہلی شاہدرہ پر

(xii) ۱ بی آر ایس / ۲ بی آر ایس کا جنیا کھیڑی اور نگنگا نگر اور سیر ہالٹس پر

(xiii) ۱ بی ڈی ایف / ۲ بی ڈی ایف کا دھن کوٹ پر۔

۶- ٹھہراؤ جو منسوخ کئے گئے۔

(i) ۵۱ اپ کا فتح آباد اور انجی شاہ آباد پر

(ii) ۲۷ اپ / ۲۸ ڈاؤن کا کورو کشیتر پر

(iii) ۲ ایف ٹی ڈی کا مین پوری کچہری، پاکھنا، اوگرپور، ٹنڈا اولی اور اراؤں پر

(iv) ۱ ایف ٹی ڈی کا ٹنڈا اولی اور آراؤں پر

(v) ۲ بی آر ایف کا جنیا کھیڑی اور گنگا نگر اور سیر ہالٹس پر

۷- نئے کنکشن جو مہیا کئے گئے۔

(i) ۱۵۱ اپ کا ۵۵ اپ کے ساتھ مراد آباد پر۔

(ii) ۲۰۸ ڈاؤن کا ۱ اپ (ایم جی) ویسٹرن ریلوے کے ساتھ پھلیرا پر

(iii) ۵ کے ایم / ۶ کے ایم کا ۵۵ اپ کے ساتھ ہاپوڑ پر۔

(iv) ۲ ایف ٹی ڈی کا ۵ کے ایم کے ساتھ خورجہ پر

(v) ۲ جی ایس کا ۳۷۶ ڈاؤن کے ساتھ بالامئو پر

(vi) ۴ جی ایس کا ۶۱ اپ / ۶۵ اپ کے ساتھ بالامئو پر

(vii) ۳ ایس ایس کا ۶۱ اپ / ۶۵ اپ کے ساتھ روضہ پر

(viii) ۴۴ اپ کا ۳۰ ڈاؤن کے ساتھ لکھنؤ پر

(ix) ۵۱ اپ کا ۶۰ ڈاؤن (ایم جی) این ای ریلوے کے ساتھ بریلی پر۔

(x) ۳۵۱ اپ کا ۱۱ اپ (ایم جی) این ای ریلوے کے ساتھ بریلی پر

(xi) ۲ بجے ایس بی کا ۶۶ ڈاؤن (ایم جی) ویسٹرن ریلوے کے ساتھ پھلادی پر۔

(xii) ۶ بجے ایم ایم کا ۲۱ ڈاؤن اور ۱ بجے ایم بی کے ساتھ ماربار روڈ پر

۸۔ گاڑیوں کے اوقات میں خاص خاص تبدیلیاں

(i) نمبر ۴ ڈی پی دہلی پانی پت پسنجر پانی پت سے ۲۵-۸ بجے کی بجائے ۲۵-۷ بجے چلا کرے گی۔ اور دہلی ۲۰-۱۱ کی بجائے ۱۵-۱۰ بجے پہنچے گی۔

(ii) نمبر ۴۲ ڈاؤن مسوری ایکسپریس دہلی ۵-۶ بجے کی بجائے ۲۰-۶ بجے پہنچا کریگی۔

(iii) نمبر ۱۱ اپ ہوڑہ دہلی ایکسپریس دہلی ۲۰-۶ بجے کی بجائے ۵-۶ کے پہنچا کریگی۔

(iv) نمبر ۲ ڈاؤن کالکا دہلی ہوڑہ میل دہلی ۴۰-۸ بجے کی بجائے ۳۰-۸ بجے پہنچا کرے گی۔

(v) نمبر ۳۰ ڈاؤن لکھنؤ میل دہلی سے ۲۱ بجے کی بجائے ۴۵-۲۰ بجے چلا کرے گی اور لکھنؤ ۲۵-۷ بجے کی بجائے ۱۰-۷ بجے پہنچا کریگی

(vi) نمبر ۸۴ ڈاؤن لکھنؤ ایکسپریس دہلی سے ۵-۱۹ بجے کی بجائے ۵-۲۱ بجے چلا کرے گی۔ اور لکھنؤ ۴۵-۵ بجے کی بجائے ۲۵-۷ بجے پہنچا کرے گی۔

(vii) ۵۵ اپ مراد آباد دہلی ایکسپریس مراد آباد سے ۱۵-۱۶ بجے کی بجائے ۴۵-۱۶ بجے چلا کریگی۔ اور دہلی ۵-۲۰ بجے کی بجائے ۳۵-۲۰ بجے پہنچا کرے گی۔

(viii) ۲ الف ٹی ڈی دہلی فرخ آباد پسنجر دہلی سے ۱۵ بجے کی بجائے ۲۵-۱۳ بجے چلا کرے گی۔ اور فرخ آباد ۵۰-۳ بجے کی بجائے ۳۰-۲ بجے پہنچا کرے گی۔

(ix) ۳ اے سی آگرہ کانپور پسنجر کانپور سے ۵-۱۸ بجے کی بجائے ۴۰-۱۷ بجے چلا کرے گی۔

(x) ۲۳۱ اپ دہلی احمد آباد جنتا ایکسپریس دہلی سے ۱۰-۱۷ بجے کی بجائے ۴۵-۱۷ بجے چلا کرے گی۔

(xi) پی-ڈی آر دہلی ریواڑی پسنجر دہلی سے ۱۰-۱۸ بجے کی بجائے ۲۵-۱۸ بجے چلا کرے گی۔

(xii) بی ایس بالامئو سیتاپور پسنجر بالامئو سے ۴۰-۸ بجے کی بجائے ۳۵-۷ بجے چلا کرے گی۔ اور سیتاپور کینٹ ۲۰-۱۱ بجے کی بجائے ۴۵-۱۰ بجے پہنچا کرے گی۔

(xiii) ۲ بی ایس سیتاپور بالامئو پسنجر سیتاپور کینٹ سے ۴۰-۱۱ بجے کی بجائے ۵-۱۱ بجے چلا کریگی۔ اور بالامئو ۴۰-۱۴ کی بجائے ۵-۱۴ بجے پہنچا کرے گی۔

(xiv) ۳ بی ایس بالامئو سیتاپور پسنجر بالامئو سے ۵-۱۵ بجے کی بجائے ۴۵-۱۴ بجے چلا کرے گی۔ اور سیتاپور کینٹ ۱۰-۱۸ بجے کی بجائے ۳۵-۱۷ بجے پہنچا کریگی۔

(xv) ۴ بی ایس سیتاپور بالامئو سیتاپور کینٹ سے ۳۵-۱۸ بجے کی بجائے ۵۵-۱۷ بجے چلا کریگی۔ اور بالامئو ۵۰-۲۱ بجے کی بجائے ۱۵-۲۱ بجے پہنچا کرے گی۔

(xvi) ۲ ایس ایس شاہجہانپور سیتاپور پسنجر شاہجہان پور سے ۴۵-۵ بجے کی بجائے ۲۰-۵ بجے چلا کریگی۔ اور سیتاپور کینٹ ۵۵-۹ بجے کی بجائے ۳۰-۹ بجے پہنچا کرے گی۔

(xvii) ایس ایس سیتاپور شاہجہان پور پسنجر سیتاپور کینٹ سے ۱۵-۱۰ بجے کی بجائے ۵۰-۹ چلا کرے گی۔ اور شاہجہان پور ۴۶-۱۴ بجے کی بجائے ۱۰-۱۴ بجے پہنچا کرے گی۔

(xviii) ۴ ایس ایس شاہجہان پور سیتاپور پسنجر شاہجہاں پور سے ۲۰-۱۵ بجے کی بجائے ۳۵-۱۴ بجے چلا کرے گی۔ اور سیتاپور کینٹ ۳۰-۱۹ بجے کی بجائے ۱۹ بجے پہنچا کرے گی۔

(xix) ۳ ایس ایس سیتاپور شاہجہان پور پسنجر سیتاپور کینٹ سے ۵۰-۱۹ بجے کی بجائے ۲۰-۱۹ بجے چلا کرے گی۔ اور شاہجہان پور حسب معمول ۵۰-۲۳ بجے پہنچا کرے گی۔

(xx) ۲ ایس ایل لکھنؤ سلطان پور پسنجر لکھنؤ سے ۱۰-۶ بجے کی بجائے ۳۰-۵ بجے چلا کرے گی۔ اور سلطان پور ۲۰-۱۱ بجے کی بجائے ۵۰-۹ بجے پہنچا کرے گی۔

(xxi) الف بی-ایل فیض آباد لکھنؤ پسنجر فیض آباد سے ۴۰-۴ بجے کی بجائے ۱۰-۴ بجے چلا کرے گی۔ اور لکھنؤ ۵۵-۹ بجے کی بجائے ۳۵-۸ بجے پہنچا کرے گی۔

(xxii) ۱ جے بی جودھپور باڑمیر پسنجر جودھپور سے ۲۵-۷ بجے

کی بجائے ۱۴-۱۵ بجے چلا کرے گی۔ اور بارمر ۱۴-۲۲ بجے کی بجائے ۱۹-۴۵ بجے پہنچا کرے گی۔

(xxiii) ۲ جے بی بارمر جودھ پور پسنجر بارمر سے ۵-۳۰ بجے کی بجائے ۱۱ بجے چلا کرے گی اور جودھ پور ۱۲-۳۰ بجے کی بجائے ۱۷-۵۰ بجے پہنچا کرے گی۔

(xxiv) ۲ جے ایس بی بھلدی سمداری پسنجر بھلدی سے ۱-۲۰ بجے کی بجائے ۳-۴۰ بجے چلا کرے گی۔ اور سمداری پر ۹ بجے کی بجائے ۱۱-۵ بجے پہنچا کرے گی۔

(xxv) ۱ جے ایس بی سمداری بھلدی پسنجر سمداری سے ۱۲-۲۰ بجے کی بجائے ۱۶-۴۰ بجے چلا کرے گی اور بھلدی پر ۲۰ بجے کی بجائے ۲۴-۰۰ بجے پہنچا کرے گی۔

(xxvi) ۲۰۸ ڈاون مارتا روڈ آگرہ فورٹ ایکسپریس مارتا روڈ سے ۲-۱۵ بجے کی بجائے ۱-۵۵ بجے چلا کرے گی۔ اور پھلیرا پر ۷ بجے کی بجائے ۶-۳۰ بجے پہنچا کرے گی۔

(xxvii) ۹۶ ڈاون مارواڑ بیکانیر میل مارواڑ سے ۱۸-۵۵ بجے کی بجائے ۱۸-۳۵ بجے چلا کرے گی۔ اور بیکانیر ۷-۲۵ بجے کی بجائے ۷-۵ بجے پہنچا کرے گی۔

(xxviii) ۴۱ ڈاون اپر انڈیا ایکسپریس دہلی سے ۲۰-۱۵ بجے کی بجائے ۲۰-۵ بجے چلا کریگی۔

(xxix) ۲۱۳ اپ دہلی اجمیر پسنجر دہلی سے ۱۹-۲۰ بجے کی بجائے ۱۹-۵۰ بجے چلا کرے گی۔

(xxx) ۹۳ اپ جودھ پور میل دہلی سے ۲۰-۱۰ بجے کی بجائے ۲۰-۱۵ بجے چلا کرے گی۔

(xxxi) ۹۵ اپ بیکانیر مارواڑ میل بیکانیر سے ۲۰-۵ بجے کی بجائے ۲۰ بجے چلا کرے گی۔

(xxxii) ۲۰۱ اپ/۱ اپ دہلی احمد آباد میل دہلی سے ۲۲-۵ بجے کی بجائے ۲۲-۰۰ بجے چلا کریگی۔

(xxxiii) ۳ بی ڈی آر صدر بازار ریواڑی پسنجر صدر بازار سے ۱۲-۵ بجے کی بجائے ۱۲-۵۵ بجے چلا کرے گی۔

(xxxiv) ۴ بی ڈی آر ریواڑی صدر بازار پسنجر ریواڑی سے ۱۸-۴۰ بجے کی بجائے ۷-۵۰ بجے چلا کریگی اور صدر بازار

۲۱-۵ بجے کی بجائے ۱۰-۴۰ بجے پہنچا کرے گی۔

(xxxv) ۱ بی ایچ ایس حصار سادول پور پسنجر حصار سے ۲۲-۲۰ بجے کی بجائے ۲۱-۴۰ بجے چلا کریگی۔

(xxxvi) ۳ بی ایس ایچ ہنومان گڑھ سادول پور پسنجر ہنومان گڑھ سے ۱۸-۴۰ بجے کی بجائے ۱۹-۱۰ بجے چلا کرے گی۔

(xxxvii) بی کے ایف فاضلکا کوٹ کپورہ پسنجر فاضلکا سے ۳-۳۰ بجے کی بجائے ۲-۵۰ بجے چلا کرے گی۔

(xxxviii) ۱۰ بی ایچ بی ہنومان گڑھ بھٹنڈہ پسنجر ہنومان گڑھ سے ۱۰-۳۵ بجے کی بجائے ۱۱-۴۵ بجے چلا کریگی۔

(xxxix) ۲۰۴ ڈاون احمد آباد دہلی ایکسپریس ریواڑی سے ۱۶-۴۳ بجے کی بجائے ۱۶-۵۸ بجے چلا کرے گی۔ اور دہلی ۱۹-۰۰ بجے کی بجائے ۱۹-۱۵ بجے پہنچا کرے گی۔

(xl) ۲ بی بی بی بیکانیر بھٹنڈہ بیکانیر سے ۱۰-۱۰ بجے کی بجائے ۱۰-۲۵ بجے چلا کرے گی۔

(xli) ۲ بی آر ایف ریواڑی فاضلکا پسنجر ریواڑی سے ۱-۳۰ بجے کی بجائے ۱-۴۰ بجے چلا کرے گی۔

(xlii) ۳۹۰ اپ اے ایل ڈی سے ۱۷-۱۵ بجے کی بجائے ۱۶-۴۵ بجے چلا کرے گی۔

(xliii) ۳۵۵ اپ آگرہ کینٹ سے ۱۹-۱۵ بجے کی بجائے ۱۹-۰۰ بجے چلا کرے گی۔

(xliv) ۱ ایس ایل سلطان پور سے ۴-۴۰ بجے کی بجائے ۴-۵۵ بجے چلا کرے گی اور لکھنؤ ۹-۲۵ بجے کی بجائے ۱۰-۰۰ بجے پہنچا کرے گی

(xlv) ۲ ایم پی پرتاپ گڑھ مغل سرائے پسنجر پرتاپ گڑھ سے ۵-۲۰ بجے کی بجائے ۵-۰۰ بجے چلا کرے گی اور مغل سرائے ۹-۴۰ بجے کی بجائے ۹-۴۵ بجے پہنچا کرے گی۔

(xlvi) ۵ کے ایم خورجہ سے ۱۷-۵ بجے کی بجائے ۱۶-۴۰ بجے چلا کریگی

۹ - گاڑیوں میں ایر کنڈیشنڈ اکموڈیشن

(i) اپ/۲ ڈاون میل (دہلی کالکا) کے ساتھ ہفتہ میں تین روز کی بجائے روزانہ جزوی ایر کنڈیشنڈ کوچ چلا کریگی۔

(ii) ۱۴ اپ/۲۴ ڈاون مسوری ایکسپریس کے ساتھ دہلی اور دہرہ دون کے مابین روزانہ (۱۵ جولائی ۱۹۶۴ء تک) ایک پوری ایر کنڈیشنڈ کوچ چلا کریگی

(iii) ۲۷ اپ/۲۸ ڈاؤن امرتسر میل گاڑیوں کے ساتھ نئی دہلی اور امرتسر کے مابین ایک جزوی ایئر کنڈیشنڈ کوچ روزانہ چلا کرے گی۔

(iv) ۹۱ اپ/۹۲ ڈاؤن بیکانیر میل گاڑیوں کے ساتھ دہلی اور بیکانیر کے مابین ایک جزوی ایئر کنڈیشنڈ کوچ ہفتہ میں دو روز بموجب تفصیل ذیل ۳۱ جولائی ۱۹۶۴ء تک چلا کرے گی۔

دہلی سے ہر سوموار اور ہر ویروار کو — بیکانیر سے ہر منگلوار اور ہر شکروار کو

(v) ۹۳ اپ/۹۴ ڈاؤن جودھپور میل گاڑیوں کے ساتھ دہلی اور جودھپور کے مابین ایک جزوی ایئر کنڈیشنڈ کوچ ہفتہ میں تین روز بموجب تفصیل ذیل ۳۱ اگست ۱۹۶۴ء تک چلا کرے گی۔

دہلی سے ہر سوموار، بدھوار اور سنیچر وار کو — جودھپور سے ہر منگلوار، ویروار اور اتوار کو

(vi) ۳۴ ڈاؤن/۴۴ اپ میل گاڑیوں کے ساتھ جھانسی اور لکھنؤ کے مابین ایک جزوی ایئر کنڈیشنڈ کوچ حسب ذیل طریقہ پر چلا کرے گی

جھانسی سے ہر اتوار اور ویروار کو — لکھنؤ سے ہر سوموار اور شکروار کو۔

۱۰۔ تھرو/سیکشنل کوچ جو جاری کی گئیں۔

اسٹیشن مابین	گاڑی نمبر	وقفہ	اکموڈیشن کا درجہ	بوگیوں کی تعداد
(i) بمبئی سنٹرل پٹھانکوٹ	۳/۳۳ اور ۴/۳۴	روزانہ	اے سی	ایک
			I	ایک
			II	ایک
			III سلیپر (۳ ٹائر)	ایک
(ii) دہلی رانچی	۲۳/۱۲ اور ۱۱/۲۴	دہلی اور رانچی سے ہر بدھوار اور سنیچر وار کو بالترتیب	I، III کمپوزٹ	ایک
(iii) وارانسی ہوڑہ	۱۶ ای آر/۵۰ اور ۴۹/۱۵ ای آر	روزانہ	III	ایک
(iv) کالکا پٹھانکوٹ	۵۱/۳۵ اور ۳۶/۵۲	ہفتہ میں تین روز کی بجائے روزانہ	I، III کمپوزٹ	ایک
(v) نئی دہلی بنگلور سٹی	۲۳/۲۲ اور ۱۵/۸	نئی دہلی سے ہر ویروار اور اتوار کو اور بنگلور سٹی سے ہر بدھوار اور سنیچر کو	"	"

۱۱۔ فرسٹ کلاس اکموڈیشن مندرجہ ذیل گاڑیوں میں مہیا کی جاوے گی۔

گاڑی نمبر	سیکشن
۳۳۹ اپ/۳۴۰ ڈاؤن پسنجر مابین	انبالہ کینٹ، ابوہر
۱ یو کے این/۲ یو کے این پسنجر مابین	انبالہ کینٹ، نروانہ براستہ کورکشیتر
۱ یو آر این/۲ یو آر این پسنجر مابین	انبالہ کینٹ، ننگل ڈیم
۱ ڈی جے/۲ ڈی جے پسنجر مابین	دہلی، جاکھل
۳ جے ایم پی/۸ جے ایم پی پسنجر مابین	جالندھر سٹی اور پٹھانکوٹ۔

گوکل ناتھ

"جہاں ہو تڑپ درشن کی وہاں کیسی رکاوٹ ہے"

گوسائیں گوکل ناتھ جی وِٹھل ناتھ کے پُتر اور ولبھ آچاریہ کے پوتے تھے۔ بھگتی، اخلاق حسنہ اور اوصاف حمیدہ کی مجسم تصویر تھے، بڑے فیض رساں، غریب امیر کو یکساں جاننے والے کمال خوش خلق انسان تھے۔ بھگوان کی سیوا اور بھگتی میں دن رات مصروف رہتے تھے۔ ان کے مندر میں کاہنا بھنگی ہر روز جھاڑو دینے آیا کرتا تھا۔ بھگوان کے دور سے ہی درشن کر کے وہ بھنگی سرور مطلق میں کھو جایا کرتا تھا۔ اس کے دل میں بھگوان کے لئے ایک تڑپ سی رہتی تھی۔ صبح شام بڑے پریم سے جھاڑو دیتا اور بھگوان کے درشن کر کے مگن ہوتا

گوسائیں گوکل ناتھ جی کو بھگوان کی موہنی مورتی پر ہر کسی کی نظر پڑنا اچھا نہ لگا۔ انہوں نے ایک ہلکی سی دیوار کھچوا دی جس سے عوام کی نظر بھگوان پر نہ پڑ سکے۔ اس سے کاہنا بھنگی کے لئے بڑی تکلیف ہو گئی۔ اس کا دل بجھ سا گیا کہ اب بھگوان کے درشن نہ ہو سکیں گے۔ اس طرح دور سے وہ بہت بیقرار ہو اٹھا۔ رات کو بھگوان نے کاہنا بھنگی کو خواب میں درشن دیتے ہوئے کہا۔ کہ وہ گوسائیں گوکل ناتھ سے نئی دیوار کے گرا دینے کی التجا کرے۔ کاہنا بھنگی صبح اٹھا۔ سوچنے لگا۔ "مجھ نیچ ذات بھنگی کی گوسائیں جی تک کیسے رسائی ہو سکتی ہے؟ بھگوان کا پیغام کس طرح اُن کو پہنچا سکتا ہوں۔ ہمت کر کے گوسائیں جی کے پاس جانے کا مقصد کہوں بھی تو دربان مار مار کر میرا کلیجہ نکال کر رکھ دیں۔"

ان خیالات کے زیر اثر کاہنا بھنگی بالکل خاموش رہا۔ اُدھر بھگوان ہر روز اُسے خواب میں حکم دیتے کہ گوسائیں جی کو نئی دیوار گرانے کے متعلق کہو۔ تیسرے روز ناچار بھنگی نے ڈیوڑھی داروں سے منت سماجت کی کہ گوسائیں جی کو اس کی طرف سے یہ عرض کر دی جائے۔ مگر اُن میں سے کسی نے بھی اُس کی بات پر غور نہ کیا۔ بلکہ کسی اور آدمی نے گوسائیں گوسائیں گوکل ناتھ جی کے سامنے یہ قصہ رکھا۔

"گوسائیں گوکل ناتھ جی نے کاہنا بھنگی کو خلوت میں بُلا کر سب ماجرا پوچھا۔ بھنگی نے بھگوان کے ہر روز خواب میں آ کر گوکل ناتھ جی سے دیوار گرانے کی پر اصرار تقاضا کرنے کی آگیا کے متعلق ساری داستان من وعن کہہ سنائی۔ گوسائیں گوکل ناتھ جی نے دریافت کیا۔ کہ کیا ان کا نام لے کر بھگوان نے آگیا دی۔ کاہنا بھنگی نے کہا۔ جی ہاں! آپ ہی کا نام لے کر بھگوان تین دن سے لگاتار کہہ رہے ہیں۔ میں نے ڈیوڑھی داروں سے بھی عرض کیا تھا۔ مگر میری کسی ایک نے بھی نہیں سُنی۔

گوسائیں گوکل ناتھ جی نے بھنگی کو سینے سے لگا لیا۔ اور بڑا پیار کیا۔ تسلی دی اور دوسرے ہی دن جب بھنگی جھاڑو دینے آیا تو دیوار کا نام ونشان نہ تھا۔ اب وہ اسی طرح ہر روز بھگوان کے درشن کرتا ہوا گوسائیں گوکل ناتھ جی کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتا۔ (ادم شم)

ایڈیٹر۔

جنیندر

شری شباب للت ایم۔ اے

یہ بجا کہ ناز ہے قوم کو مہا ویر تیرے مقام پر
مگر آہ کوئی عمل کرے تیری زندگی کے پیام پر
جو دکھائیں تو نے حقیقتیں جو سکھائی تو نے صداقتیں
کوئی ان کو سمجھے تو طنز ہیں وہ ستمگری کے نظام پر
ترے تین رتنوں کی روشنی جو دل و نظر میں سما گئی
وہ ہر اک نقاب اٹھا گئی جو پڑی تھی جلوہ بام پر
کرے اختیار جہان اگر تری اس اہنسا کی راہ کو
نہ یہ تہمتیں ہوں خواص پر نہ یہ بارِ غم ہو عوام پر
جو شباب تو بھی عمل کرے تو ترا بھی بھید بھرم مٹے
ترا مرغِ دل بھی فریفتہ ہے ہوس کے دانہ و دام پر

مُکافاتِ عمل

شری سوہن لال جی گرودر

ہم نے وشئیوں میں گذاری اپنی ساری زندگی ۔ اب اٹھانی پڑ گئی اس عمر میں شرمندگی
خلق کی خدمت ہی کی اور نہ خدا کی بندگی ۔ رائیگاں ہم نے ہے کھو دی یہ پیاری زندگی
دیش کے نہ کام آئے ۔ وشو کی سیوا نہ کی ۔ دھرم کی ویدی پہ قربانی کبھی ہم نے نہ دی
ہم نے سمجھا نہ کبھی اس زندگی کے راز کو ۔ کرتے رہے من مانیاں یادِ خدا مطلق نہ کی
دکھ درد میں ہوتے رہے شامل کسی کے ہم نہیں ۔ ہیں سہارا بن سکے بے کس کسی کے ہم نہیں
نہ کسی بیمار کی سیوا ہی ہم سے ہو سکی! ۔ حاجت روائی بھی کسی کی کر سکے ہیں ہم نہیں
اپنے کاموں کی رہی ہم کو ہمیشہ ہڑبڑی ۔ اپنے دھندوں میں رہے الست ہر دم ہر گھڑی
ہم نے نہ جانا کبھی کس پر مصیبت آ پڑی ۔ موت سے غافل رہے ہیں ہم ہمیشہ ہر گھڑی
یہ نہ جانا ہم نے کہ ہے زندگی کشتِ عمل ۔ جسم انساں ہے ملا ہم کو آستی کرنی کا پھل
ہے بدی کا بد نتیجہ نیکی کا پھل نیک ہے ۔ بوئے حنظل پائے حنظل۔ کمل سے پائے کمل
ہم ہمیشہ ہی رہے مغلوبِ حرص و آز سے ۔ اور ہیں غافل رہے ضمیر کی آواز سے
ہم مکافاتِ عمل پر دھیان نہ دیتے رہے ۔ ہو سکے واقف نہ لیکن اس حقیقی راز سے

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو از جو

تعریفی چھٹیاں

(۱) آدرنیہ شری نندہ جی ۔ سادر پرنام

آج چاروں طرف ایک مایوسی ہے ۔ گھبراہٹ ہے ۔ آدمی ہے مگر آدمیت نہیں ۔ مندر ہے تو مذہب نہیں ۔ دیوتا ہے تو شردھا نہیں ۔ ایک کھوکھلاپن چھایا ہوا ہے ۔ ایک دکھاوا ۔ ایک بناوٹ ۔ خلوص نہیں اعتبار نہیں ۔ انسان اتنا مہذب ہوا ہے ۔ کہ تہذیب سے دور ہوا جا رہا ہے ۔ آخر ہمارا بنے گا کیا ؟ آخر یہ دنیا کہاں لے جائیگی ہمیں ؟ ایک سوال ہے تو منہ پھاڑے ہمارے کھڑا ہے ۔

ایسے ماحول میں جہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہے ۔ "اوم" ایک رہبر بن کر ہمیں گمراہی سے بچا رہا ہے ۔ ایک شعل کی طرح ہماری رہنمائی کر رہا ہے ۔ اس کوشش کے لئے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں ۔ یہ آپ کے اور آپ جیسے دوسرے مخلص لوگوں صحت مند مذہبی عقیدوں کے طفیل ہی ہے ۔ جو ہمیں سماج میں آج کہیں کہیں روشنی اور امید کی کرن نظر آتی ہے ۔

پرشوتم انک سے متاثر ہو کر میں نے کچھ اشعار کہے ہیں پیش خدمت ہیں ۔ مارچ کا شمارہ بھی مل گیا ہے ۔ شکریہ کار الفقہ سے یاد فرمادیں

نیاز مند کرشن رہبر بی ۔ اے ۔

(۲) شریمان ایڈیٹر صاحب نمستے ۔

میں نے رسالہ اوم کا سالانہ نمبر بابت سال ۱۹۶۴ء پڑھا ہے ۔ اس میں سب دھارمک اپدیش ہیں ۔ اپنے دھرم کا گیان نہ ہونے کی وجہ سے ہم ادھر ادھر بھٹک رہے ہیں ۔ اور رتن کی جگہ ریت اکٹھی کر رہے ہیں ۔ ہمیں ایسے دھارمک اخبار پڑھنے چاہئیں ۔ اور ان کے اپدیشوں پر عمل کر کے اپنے لوک اور پرلوک کا سدھار کرنا چاہیئے ۔ دھرم کے معنی ہیں ۔ انسانی فرائض ۔

ہربنس رائم مہرہ سابق منیجر بنک حال وارد ممبئی 78

(۳) ڈیر نندہ صاحب پریم نمستے

آپ کا آج روز رسالہ ماہ نومبر کا ملا ۔ آپ کا رسالہ اتنا اچھا لگتا ہے ۔ کہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو ملنے کی تمنا ہو جاتی ہے ۔ اور عموماً مل بھی جاتا ہے ۔ میں ۱۹۵۸ء سے منگوا رہا ہوں ۔ ایشور آپکو دن دوگنی رات چوگنی ترقی دے

آپکا ڈی ۔ ایم ۔ چوہان ٹیکم گڑھ ۔

(۴) مانیہ ور نندہ صاحب سادر نمستے

آپ نے سال نو کا نایاب تحفہ "پرشوتم انک" کی صورت میں جو پیش کیا ہے ۔ واقعی انسان کو دائمی طور پر روحانی غذا اس سے میسر ہو سکتی ہے ۔ میں آپ کی کاوش جانفشانی کی تہ دل سے داد دیتا ہوں ۔ "اوم" کی مہا ورنن کرنا ہر منش کے بس کی بات نہیں ہے ۔

ناز سونی پتی

(۵) محترم منیجر صاحب رسالہ اوم دہلی ۔ جے دھرم کی ۔

نویدن ہے ۔ کہ آپ کا ارسال کردہ "رسالہ اوم" "پرشوتم انک ۱۹۶۴ء" ملا ۔ اس کے مطالعہ کرنے سے واقعی ایک نئی روح زندگی میں پیدا ہوتا ہے اور نصیحت آمیز کچھ کہانیاں ایسی ہیں کہ واقعی اگر انسان برے سے برے خیالاتوں کا ہی کیوں نہ ہو ۔ یکدم سب برے خیالاتوں کو لات مار کر بھگوان کے پریم میں متوالا ہوتا ہے ۔

— آپکا پریمی دوارکا ناتھ کول

ہندوستانی سپاہی

حسرت رسالپوری

شعلۂ عزم کو سینوں میں نہاں رکھتے ہو
تم وطن کیلئے اک روح تپاں رکھتے ہو

حرف تدبیر کی شمشیر ہی جاگیر نہیں
دست و بازو میں بھی تم تاب و تواں رکھتے ہو

فتنہ و شر کو مٹایا ہی نہیں ہے تم نے
امن کے ساز کو بھی نغمہ بہ جاں رکھتے ہو

پرچم قوم کا ترنگا ہوا ہے شاہد
عدل و انصاف کا تابندہ نشاں رکھتے ہو

تم نگہبانِ وطن، اہلِ وطن ہو یکسر
اور دشمن کیلئے تیغ رواں رکھتے ہو

تم نے تخریب کی ہر راہ مسدود کیا
تم ہی تعمیر کا اک فکر جواں رکھتے ہو

سالنامہ

پرشوتم انک

کرشن رہبر بی۔ اے

خوب تر ہے سالنامہ اوم کا
نندہ صاحب مرحبا، صد مرحبا

اس کا اک اک لفظ ہے مثلِ چراغ
جگمگائے اس سے ہیں دل اور دماغ

بن کے آیا ہے یہ اک پیغامبر
نقش گہرے چھوڑتا ہے زیست پر

خواب غفلت سے جگایا ہے ہمیں
راہ بشریت دکھایا ہے ہمیں

خوشنما گلدستۂ عرفان ہے
روح کی تسکین کا سامان ہے



Monthly 'OM' Delhi.
Vol. 31 APRIL 1964. Regd. no. D. 84

Tittle Printed at : Sood Litho Press, Delhi.